Majlis Ansarullah
CELEBRATING | 1940-2015 | 75 | YEARS

ماہنامہ

انصاراللہ

نومبر 2015ء / محرم،صفر 1436 / نبوت 1394 ھش

پروگرام ''کچھ یادیں کچھ باتیں'' میں خلفائے سلسلہ کی حسین یادوں کا تذکرہ

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ

صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان اور چند اراکین عاملہ کا گروپ فوٹو

ریفریشر کورس عہدیداران مجلس انصاراللہ ضلع و علاقہ اسلام آباد

صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ

• نومبر 2015ء ـ محرم، صفر 1437ھ ـ نبوت 1394 ہش • جلد 47 ـ شمارہ 11 • ایڈیٹر: محمود احمد اشرف

فہرست

• اداریہ	4	• خلاصہ خطبات جمعہ فرمودہ ماہ ستمبر 2015ء	19
• القرآن	5	• 75 سال پورے ہونے پر حضور انور کا خطاب	23
• الحدیث	5	• علم کی دائمی جستجو	26
• کلام الامام	6	• حضرت امام ابو حنیفہؒ	28
• عربی منظوم کلام	7	• تازہ دعاؤں کی تحریک	32
• فارسی منظوم کلام	8	• قرض کے بارے میں دینی احکامات	33
• اردو منظوم کلام	9	• انفاق فی سبیل اللہ	35
• سیرت النبیؐ کا ایک عظیم الشان پہلو عفو و درگزر	10	• پہلا گھر جو انسانوں کے لئے بنایا گیا	37
• حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق قرآن	15	• مجلس انصار اللہ کی مساعی	38

فون نمبر 047-6212982 فیکس 047-6214631

مینیجر 0336-7700250

ویب: ansarullahpk.org

ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

قائد اشاعت: quaid.ishaat@ansarullahpk.org

magazine@ansarullahpk.org

مینیجر و پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ: فرحان احمد ذکاء

اشاعت: دفتر انصار اللہ دارالصدر جنوبی، ربوہ

مطبع: ضیاء الاسلام پریس، چناب نگر

سالانہ چندہ 300 روپے

فی پرچہ: 25 روپے

اداریہ

دین حق اور سائنس کی مشترکہ فکری بنیاد

جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کا ماحصل یہ ہے کہ اول کائنات کی تمام اشیاء اور ان کے خواص اور ان میں موجود مظاہر اور طاقتوں کی ماہیت کا عقل کے ذریعے معین علم حاصل کیا جائے۔ دوم یہ کہ ان طاقتوں کو اپنے قابو میں لا کر ان سے بہترین فائدہ اٹھایا جائے۔ عصر حاضر کی تمام سائنسی تحقیقات اور سائنسی علم کے اطلاق میں یہی روح کارفرما ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عظیم الشان علم کلام کے نتیجے میں جو فکری اور عملی انقلاب پیدا فرمایا ہے اس کا ایک بہت نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ نے مذہب کو توہمات سے بالکل الگ کر کے ایک معین علم یعنی ایک سائنس کے طور پر دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ آپ نے دین حق کے اصولوں کی جو فلاسفی بیان فرمائی ہے اس کو اگر پورے طور پر سمجھ لیا جائے تو یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اول قرآن کریم انسان کی ماہیت کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ وہ یہ بتاتا ہے انسان کے اندر کون کون سے خواص رکھے گئے ہیں۔ وہ کن کن جبلتوں کا مجموعہ ہے۔ اس کی فطرت کے راز کیا ہیں۔ اس کے بعد قرآن کریم انسان کی جبلتوں اور قوتوں کو قابو میں کرنے کی اہمیت اور اس کے طریق واضح کرتا ہے۔ جبلتوں کو قرآنی تعلیم اور عقل کے تابع کرنا اور ان پر قابو پانا ہی قرآن کریم کی اصطلاح میں تزکیہ نفس ہے۔ پھر قرآن کریم ان فوائد پر روشنی ڈالتا ہے جو انسان اس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ دین حق اور سائنس میں مشترکہ فکری بنیاد یہی ہے جسے اس دور میں امام زمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا پر روشن فرمایا ہے۔ اور اسی مفہوم میں ہم نے یہ کہا ہے کہ آپ نے مذہب کو ایک سائنس کے طور پر پیش کیا ہے جو عصر حاضر کی بہت بڑی ضرورت تھی۔

اس فلاسفی کو سمجھنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جس طرح کائنات کی مادی قوتوں پر جب انسان قابو پا لیتا ہے تب ہی وہ اس کے لیے مفید ثابت ہوتی ہیں بصورت دیگر یہی قوتیں تباہی و بربادی کا باعث بن جاتی ہیں۔ بعینہ اسی طرح انسان کے اندر کارفرما طاقتیں اگر اس کے قابو میں آ جائیں تو وہ ان سے بڑے بڑے کام لے سکتا ہے اور لیتا ہے۔ اور یہی قوتیں اگر بے لگام ہوں تو نہ صرف فرد کی بلکہ معاشرے کی تباہی و بربادی پر منتج ہوتی ہیں۔ بہت قابل غور اور قابل فکر امر یہ ہے کہ آج انسان تمام مادی اشیاء اور طاقتوں کا علم حاصل کر کے ان سے بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے مگر خود اس کے اندر جو قوائی ودیعت کیے گئے ہیں ان کے حقیقی علم سے نابلد ہے۔ نتیجتاً ان کی تسخیر کی طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہے۔ وہ انہیں کسی نظام اور کسی تعلیم کا پابند نہیں بنانا چاہتا۔ وہ بے لگام ہو کر زندگی گزارنے میں لذت تلاش کرتا ہے۔ وہ اپنی خواہشات نفسانی کو اپنے قابو میں نہیں کرنا چاہتا بلکہ خود ان کا اسیر ہے۔ کائنات کی مادی قوتوں کے انتظام و انصرام کا تو وہ پورا اہتمام کرتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھانے کا حریص ہے مگر انسانی قویٰ کی بدنظمی اور بد استعمالی اسے کسی فکر میں نہیں ڈالتی۔ وہ اگر دین حق اختیار نہیں کرتا تو کاش سائنس کی روح کو ہی سمجھ لے اور اگر تقویٰ اختیار نہیں کرتا تو عقل ہی سے کام لے لے۔ اور کاش کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس طرح وہ کن کن فوائد سے محروم ہو رہا ہے اور کیسی تباہی کا بالآخر شکار ہونے والا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

میری اطاعت کرو

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ
الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۞ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا
صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۞ (الزخرف:65,64)

اور جب عیسیٰ کھلے کھلے نشانات کے ساتھ آ گیا تو اس نے کہا یقیناً میں تمہارے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے سامنے بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو کھول کر بیان کروں۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ پس اس کی عبادت کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع)

حدیث نبوی ﷺ

مہدی کی بیعت

عَنْ ثَوْبَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ۔ (ابن ماجه كتاب الفتن)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے تودوں پر سے گزر کر جانا پڑے تو جاؤ کیونکہ وہ خلیفہ اللہ اور مہدی ہے۔

خدا تعالیٰ کی محبت کی دو علامات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے جس دن خدا تعالیٰ اس کو مخاطب کر کے انا الموجود کی اس کو آپ بشارت دیتا ہے۔ تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اُسی دن انسان کو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جلّشانہٗ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے اور پھر دوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر اُن پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ اُن کی دُعائیں جو ظاہری امیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے اُن کو اطلاع دے دیتا ہے۔ تب اُن کے دل تسلّی پکڑ جاتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دُعائیں سُنتا اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات بخشتا ہے۔ اُسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے"

(......جلد 12 صفحہ 2)

عربی منظوم کلام

وَمَا مِنْ مَّلْجاً مِّنْ دُوْنِ رَبٍّ

اِلَی الدُّنْیَا اَوٰی حِزْبُ الْاَجَانِی

وَحَسِبُوْهَا جَنًی حُلْوَ الْمَجَانِی

ان لوگوں نے جو بہت ہی گناہوں میں مبتلا ہیں دنیا کو اپنی جائے پناہ قرار دیا ہے اور دنیا کو ایک شیریں اور سہل الحصول میوہ سمجھ لیا ہے

نَسُوْا مِنْ جَهْلِهِمْ يَوْمَ الْمَعَادِ

وَتَرَكُوْا الدِّيْنَ مِنْ حُبِّ الدِّنَانِ

اپنی نادانی کے سبب سے معاد کے دن کو بھلا دیا ہے اور شراب کے خموں سے پیار کرکے دین کو چھوڑ دیا ہے

وَاَنّٰی الْاَمْنُ مِنْ تِلْکَ الْبَلَایَا

سِوَی اللّٰهِ الَّذِیْ مَلِکَ الْاَمَانِ

اوران بلاؤں سے نجات پانا لوگوں کے لئے غیر ممکن ہے بجز اس کے کہ اس خدا کا رحم ہو جو امان بخشنے کا بادشاہ ہے

وَمَا مِنْ مَّلْجاٍ مِّنْ دُوْنِ رَبٍّ

كَرِيْمٍ قَادِرٍ كَهْفِ الزَّمَانِ

اور ان آفتوں سے بچنے کے لئے بجز اس خدا کے کوئی گریز گاہ نہیں ہے جو کریم اور قادر اور زمانہ کی پناہ ہے

(القصائد الاحمدیہ جدید ایڈیشن صفحہ 116-117)

قربانِ تُست جانِ من اے یارِ مُحسنم

قربانِ تُست جانِ من اے یارِ مُحسنم
بامن کُدام فرق تو کردی کہ من کنم

اے میرے محسن دوست میری جان تجھ پر قربان ہے تو نے مجھ سے کونسا فرق کیا ہے کہ میں تجھ سے کروں

ہر مطلب و مراد کہ می خواستم زغیب
ہر آرزو کہ بود بخاطر مُعَیّنم

ہر مراد اور مدعا جو میں نے غیب سے طلب کیا اور ہر خواہش جو میرے دل میں تھی

از جود دادہء ہمہ آں مُدعائے من
و از لُطف کردۂ گُذر خود بمسکنم

تو نے اپنی مہربانی سے میری وہ مرادیں پوری کردیں اور مہربانی فرما کر تو میرے گھر تشریف لایا

ہیچ آگہی نبود زِ عشق و وفا مرا
خود ریختی متاعِ محبت بدامنم

مجھے عشق و وفا کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ تو نے ہی خود محبت کی یہ دولت میرے دامن میں ڈال دی

ایں خاکِ تیرہ را تو خود اکسیر کردۂ
بود آں جمالِ تو کہ نمود است احسنم

اس سیاہ مٹی کو تو نے خود اکسیر بنا دیا وہ صرف تیرا ہی جمال ہے جو مجھے اچھا لگا

(درثمین فارسی مترجم صفحہ 194)

نفس کو مارو کہ اُس جیسا کوئی دشمن نہیں

اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اُس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دمار

جس نے نفسِ دوں کو ہمت کر کے زیرپا کیا
چیز کیا ہیں اُس کے آگے رستم و اسفندیار

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

چپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حال زار

دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدت گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

(درثمین اُردو صفحہ 144)

مکرم قمر الدین صاحب ۔ملتان

سیرت النبی ﷺ کا ایک عظیم الشان پہلو

عفوّ و درگزر

"عفو" کے معنی معاف کر دینا ہے ۔اور یہ حقیقی معنوں میں خلق تب بنتا ہے جب انتقام کی قدرت رکھتے ہوئے انسان کسی کی برائی کو معاف کر دے ۔اگر کمزوری اور بدلہ لینے کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے معاف کیا جائے تو اس کو عفو نہیں کہہ سکتے ۔عفو تو یہ ہے کہ بدلہ لینے کی طاقت رکھتے ہوئے کسی کا قصور معاف کیا جائے ۔اخلاق میں مزید ترقی کی جائے تو وہ معافی اس رنگ میں ہو جس کے نتیجے میں برائی پر دلیری پیدا نہ ہو بلکہ خطاء کار کی اصلاح ہو ۔عفو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے یعنی وہ بہت معاف کرنے والا ہے ۔

اللہ کا ارشاد ہے کہ : وَجَزٰؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝
بدی کا بدلہ کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے ۔پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے ۔یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ہے ۔ (سورۃ الشوریٰ :41)

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جس طرح اللہ تعالیٰ کی دیگر تمام صفات کے مظہر اتم ہیں اسی طرح عفو کی صفت بھی پوری شان کے ساتھ آپ کی ذات بابرکات میں جلوہ گر ہے ۔آپ انسان کامل ہیں ۔رحمۃ للعالمین ہیں ۔آپ ﷺ کو بطور خاص عفو کا خُلق عطا کیا گیا تھا ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ آپ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ:

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ المائدہ :14)

ان کو معاف کر اور درگزر کر ۔اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ۔پھر فرمایا: فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ (الحجر:86)
پس بہت عمدہ طریق پر درگزر کر

چنانچہ رسول کریمؐ نے غصہ دبانے اور معاف کرنے کیلئے بہت اعلیٰ تعلیم پیش فرمائی ہے ۔آپؐ نے فرمایا:
خدا تعالیٰ کی رضاء کی خاطر غصّے کا ایک گھونٹ پی لینے کا جتنا اجر ہے وہ دوسرے کسی بھی گھونٹ کا نہیں ۔

آنحضور ﷺ کی بعثت سے قبل عرب کے حالات: آنحضور ﷺ کی بعثت سے پہلے عربوں کی دنیا ایک شاعروں اور شرابیوں، فاسقوں اور فاجروں کی دنیا تھی ۔جس میں راہزن تو بہت تھے لیکن رہنما کوئی نہ تھا ۔وہاں انسان، انسان کو غلام بنائے ہوئے تھا اور بظاہر آزاد کہلانے والے آقا خود رسم و رواج کے اسیر تھے ۔ وہ ظلم و ستم کی ایک اندھیر نگری تھی جہاں بغض و عناد ملتے تھے اور عفو کا کوئی وجود نہ تھا ۔قتل ناحق اس عہد کا دستور تھا ۔کمزور طاقتور کے مظالم کا تختہ مشق تھا ۔لیکن مظالم کا ہاتھ روکنے کی

کسی میں طاقت نہ تھی۔ اُس زمانہ میں عرب تمدنی دنیا سے الگ وحشیانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ شراب خوری، قمار بازی اور بدکاری عام تھی۔ عربوں کی جہالت اور بے جا ضد و تعصب کا یہ عالم تھا کہ ذرا سی بات پر تلواریں سونت لی جاتیں اور سالہا سال تک قبائل کے مابین دشمنی اور قتل و غارت کا سلسلہ جاری رہتا۔ مظلوم کا کوئی پُرسان حال نہ تھا۔

رحمۃ للعالمین ؐ کے خلاف کفارِ مکہ کی عداوت: ہر چند کہ آنحضرت ﷺ کا پُرامن پیغام، خدائے واحد کی محبت و عبادت اور انسانوں سے عدل اور احسان کے اصولوں پر مشتمل تھا اور اہل عرب کی عزت و ترقی کا ضامن تھا۔ لیکن قریش نے اس امن کے پیغام کا نہ صرف انکار کیا بلکہ ہر ممکن طریق پر اسلام اور بانی اسلام کو ختم کرنے کی تدابیر کیں۔

مسلمانوں کی تکالیف: قریش نے جب سب تدابیر ناکام ہوتے دیکھیں تو یہ فیصلہ کیا کہ جس قبیلے سے کوئی شخص مسلمان ہو وہ ہر ممکن طریق سے اسے اسلام سے پھیرنے کی کوشش کرے تا کہ آنحضرت ﷺ کو اسطرح بالآخر تنہا کر دیا جائے۔ اس فیصلے پر عمل شروع ہوتے ہی مسلمانوں کیلئے ظلم و ستم کا ایک نیا باب کھل گیا۔ قریش میں سے حضرت عثمانؓ کو رسیوں میں جکڑ کر پیٹا گیا۔ حضرت زبیرؓ کو چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں دھواں دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو صحن کعبہ میں مار مار کر ہلکان کیا گیا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کو بوقت طواف اتنا مارا کہ لہولہان ہو گئے۔ غلاموں میں سے حضرت بلالؓ کو انتہائی اذیتیں دی گئیں۔ لبینہؓ اور زنیرہؓ نے بھی لونڈی ہونے کے جرم میں سخت تکلیفیں اٹھائیں۔ کمزور مسلمانوں حضرت صہیبؓ اور حضرت خبابؓ کو اس قدر ایذاء دی گئی کہ الامان والحفیظ۔

رحمۃ للعالمین ؐ کی ذاتی تکالیف: خود آنحضرت ؐ کی ذات اقدس بھی قریش کے حملوں سے محفوظ نہ رہی۔ آپ ؐ کی بیٹیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت امّ کلثومؓ کو طلاق دلوائی گئی۔ آپ ؐ کو جھوٹے پراپیگنڈا، استہزاء، گالی گلوچ اور جسمانی اذیتوں کا نشانہ بنایا جاتا۔ مخالفت کی مہم تیز تر کرنے کیلئے آپ ؐ کو کاہن، مجنوں اور شاعر مشہور کر دینے کی سازشیں کی گئیں اور طے پایا کہ آپ ؐ کو جادوگر مشہور کیا جائے اور بڑے شدّ و مد سے آپ ؐ کیخلاف یہ طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا۔ رسول اللہ ؐ اور آپ کے اہل خانہ کو دکھ دینے کی خاطر گندی اور بدبودار چیزیں آپ ؐ کے گھر پھینک دی جاتیں۔ آپ ؐ صرف اتنا فرما کر خاموش ہو جاتے:

"تم لوگ اچھا حق ہمسائیگی ادا کرتے ہو"

صحن کعبہ میں نماز پڑھتے ہوئے گلے میں کپڑے کا پھندا ڈال کر آپ ؐ کے قتل کی کوشش کی گئی۔ حضرت ابو بکرؓ نے بروقت پہنچ کر چھڑایا اور فرمایا کہ تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرنے کے درپے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا ربّ ہے۔ قریش کو آپ ؐ کا نام محمد تک گوارہ نہ تھا کیونکہ اس کے معنے ہیں "جس کی تعریف کی جائے" وہ آپ ؐ کو مذمم (نعوذ باللہ قابل مذمت) کے نام سے پکارتے۔ نبی کریم ﷺ مسکرا کر فرماتے جس کا نام اللہ نے "محمد ؐ" رکھا ہے۔ وہ مذمم کیسے ہو سکتا ہے۔

شعب ابی طالب: جب مشرکین مکہ نے دیکھا کہ آنحضرت ؐ اور آپ ؐ کے ساتھی اسلام سے تائب ہونے کیلئے تیار نہیں تو انہوں نے مسلمانوں اور ان کے حامیوں سے ہر قسم کے تعلقات ختم اور خرید و فروخت تک بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ محرم 7 نبوی میں رؤسائے مکہ کے دستخطوں سے یہ معاہدہ خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا اور بنو ہاشم اور بنو مطلب کے مسلمان اور غیر مسلم افراد اور

دیگر مسلمان شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے ۔ ان ایام میں محصورین کو سخت بھوک اور خوف کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے تھے کہ فاقہ کے اِن دنوں مجھے چمڑے کا ایک سوکھا ٹکڑا ملا ۔ جسے میں نے پانی سے نرم کرکے صاف کیا اور پھر پیس کر تین دن وہ کھاتا رہا۔

رحمتہ للعالمینؐ کا عفو عام: رمضان المبارک 8ھ بمطابق 630ء میں رحمتہ للعالمین نبی اکرم ﷺ نے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ فتح کیا اور حضورؐ طواف سے فارغ ہو کر جب باب کعبہ کے پاس تشریف لائے تو آپؐ کے جانی دشمن آپ کے سامنے تھے ۔آپؐ نے اس جگہ وہ عظیم الشان تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اپنے خونی دشمنوں کیلئے معافی کا اعلان تھا، مساوات انسانی کا اعلان تھا، کسی غرور کے بجائے فخر و مباہات کالعدم کرنیکا اعلان تھا۔ یہ معرکہ آراء خطبہ بھی دراصل آپؐ کے خلق عظیم کا زبردست شاہکار ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ''اے مکہ کے لوگو! اب بتاؤ کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں'' ؟

یہاں ذرا ٹھہریئے اور دیکھئے رسول کریمؐ کن لوگوں سے مخاطب تھے؟ ان خون کے پیاسوں سے جن کے ہاتھ گزشتہ بیس سال سے مسلمانوں کے خون سے لال ہو چکے تھے ۔ ہاں! مسلمان غلاموں کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹنے والے، مسلمان عورتوں کو بیدردی سے ہلاک کرنے والے، مسلمانوں کو انکے گھروں سے نکالنے والے اور خود ہمارے آقا و مولا کو تین سال تک ایک گھاٹی میں قید کر کے اذیتیں دینے والے، ابو سفیان سردار قریش جیسے ساری عمر دکھ دینے والے، مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر ان کی نعشوں کا مثلہ کرنے والے، آپ کے چچا حمزہ پر چھپ کر وار کر کے شہید کرنے والے وحشی بن حرب جیسے ۔آپ کے چچا حمزہ کا کلیجہ چبانے والے ابو سفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ جیسے، سردار منافقین عبداللہ بن ابی سلول جیسے، آپؐ کو کھانے میں زہر ملا کر دینے والی ایک یہودیہ جیسے، مرتد عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جیسے، آپؐ کی صاحبزادی زینبؓ پر حملہ کر کے حمل ساقط کرنے والے ہبار بن الاسود جیسے، ابو جہل کے بیٹے اور مشرکین مکہ کے سردار عکرمہ جیسے ساری عمر اسلام کی مخالفت اور عداوت میں گزارنے والے ۔مسلمانوں اور بانی اسلام کو وطن سے بے وطن کرنے والے، پھر مدینے میں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا ۔ان پر جنگیں مسلط کرنے والے ۔حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکنے والے، صفوان بن امیہ مشرکین کے سردار جیسے جو عمر بھر مسلمانوں سے نبرد آزما رہے ۔حارث بن ہشام اور زہیر بن امیہ، صفوان کے ساتھیوں جیسے ۔فضالہ بن عمیر جیسے آپؐ پر قاتلانہ حملہ کرنے والے ۔لیکن جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہیں کس سلوک کی توقع ہے تو کہتے ہیں:

''آپؐ جو چاہیں کر سکتے ہیں مگر آپؐ جیسے کریم انسان سے ہمیں نیک سلوک کی ہی امید ہے اُس سلوک کی جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا''، مگر رحمت للعالمین ﷺ نے تو ان کی توقعات سے کہیں بڑھ کر ان سے حسن سلوک کیا۔

آپؐ نے اعلان فرمایا کہ: اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۔ کہ جاؤ تم سب آزاد ہو صرف میں خود تمہیں معاف نہیں کرتا ہوں بلکہ اپنے رب سے بھی تمہارے لئے عفو کا طلب گار ہوں ۔مکہ فتح ہو جانے کے بعد آپؐ ایک فاتح، ایک بادشاہ، ایک حکمران تھے ۔یہ وہ وقت تھا کہ جب اہل مکہ کے ماضی کے انتہائی ظالمانہ سلوک پر آپ کو جتنا بھی طیش آتا، کم تھا اور آپؐ کی آتشِ انتقام کو بھڑکانے کیلئے کافی تھا ۔اب وقت تھا کہ آپؐ خونخوار فطرت کا اظہار کرتے ۔آپؐ

کے قدیم ایذاء دہندہ آپؐ کے قدموں میں آن پڑے ہیں۔ کیا آپؐ اس وقت بے رحمی اور بیدردی سے ان کو پامال کریں گے؟ سخت عذاب میں گرفتار کریں گے یا ان سے انتقام لیں گے؟ (جیسا کہ صلیبیوں نے کیا تھا کہ 1099ء میں فتح یروشلم کے موقع پر انہوں نے ستر ہزار سے زائد مسلمان مرد، عورتیں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتارا، یا وہ انگریز فوج جس نے صلیب کے زیر سایہ لڑتے ہوئے 1874ء میں افریقہ کے سنہری ساحل پر ایک شہر کو نذر آتش کر ڈالا) یہ وقت اس شخص کے اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہونے کا ہے۔ اس وقت ہم ایسے مظالم پیش آنے کی توقع کر سکتے ہیں جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور جن کا خیال کر کے اگر ہم پہلے سے نفرین و ملامت کا شور مچائیں تو بجا ہے۔ مگر یہ کیا ماجرا ہے کیا بازاروں میں کوئی خونریزی نہیں ہوئی؟ ہزاروں مقتولوں کی لاشیں کہاں ہیں؟

آنحضورؐ کا انتقام : آپؐ نے اپنے دشمنوں سے اس طرح انتقام لیا کہ اعلان فرمایا:

''ہر شخص جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اُسے امن دیا جائے گا۔ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل جائے اُس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو مسجد کعبہ میں داخل ہو جائے اُس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو اپنے ہتھیار پھینک دے اُس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو حکیم بن حزام کے گھر میں داخل جائے اسکو بھی امن دیا جائے گا۔ اس کے بعد ابی رویحہؓ جس کو آپؐ نے بلالؓ حبشی غلام کا بھائی بنایا ہوا تھا اُن کے متعلق آپؐ نے فرمایا آج ہم اس وقت ابی رویحہؓ کو اپنا جھنڈا دیتے ہیں جو شخص ابی رویحہؓ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہوگا اس کو بھی کچھ نہ کہیں گے۔ اور بلالؓ کو کہا تم ساتھ ساتھ یہ اعلان کرتے جاؤ کہ جو شخص ابی رویحہؓ کے جھنڈے کے نیچے آجائے گا اُس کو امن دیا جائے گا۔

اس حکم میں کیا ہی لطیف حکمت تھی۔ مکہ کے لوگ بلالؓ کے پیروں میں رسّی ڈال کر اُس کو گلیوں میں کھینچا کرتے تھے۔ بلالؓ جو کبھی مکہ کی گلیوں میں ذلت اور اذیت کا نشان رہ چکا تھا اسے اہل مکہ کیلئے ابو سفیان کی طرح امن کی علامت قرار دے کر آپؐ نے غلام کو سردار مکہ کے برابر کھڑا کر دیا۔ رسول اللہؐ نے سمجھا کہ بلالؓ کا دل آج انتقام کی طرف بار بار مائل ہوتا ہوگا۔ اس وفادار ساتھی کا انتقام لینا بھی نہایت ضروری تھا۔ مگر آپؐ نے بلالؓ کا انتقام اس طرح نہ لیا کہ تلوار کے ساتھ اُس کے دشمنوں کی گردنیں کاٹ دی جائیں۔ بلکہ اُس کے بھائی کے ہاتھ میں ایک بڑا جھنڈا دیکر کھڑا کر دیا اور بلالؓ کو اس غرض کیلئے مقرر کر دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ جو کوئی میرے بھائی کے جھنڈے کے نیچے آکر کھڑا ہوگا اُسے امن دیا جائے گا۔ کیسا شاندار انتقام تھا۔ جب بلالؓ بلند آواز سے یہ اعلان کرتا ہوگا کہ اے مکہ والو! آؤ میرے بھائی کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو جاؤ تمہیں امن دیا جائیگا تو اُس کا دل خود ہی انتقام کے جذبات سے خالی ہوتا جاتا ہوگا۔ قریش نے سال ہا سال تک جو کچھ رنج اور صدمے دیئے تھے اور بے رحمانہ تحقیر و تذلیل کی مصیبت آپؐ پر ڈالی تھی۔ آپؐ نے ذاتی مفاد کی ہر علامت کو پس پشت ڈالا اور کروفر شاہی کے ہر نشان کو مسترد کر دیا اور جب قریش کے مغرور و متکبر سردار آپؐ کے سامنے سرنگوں ہو کر آئے تو آپؐ نے فرمایا ''جاؤ تم سب آزاد ہو''

لیا ظلم کا عفو سے انتقام   عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَام

فاتحین عالم کی فتوحات کی یادیں ان کی ہلاکت خیزیوں اور کھوپڑیوں سے تعمیر کئے جانے والے میناروں سے وابستہ ہوتی ہیں مگر ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی فتح تو آپؐ کے عفو عام اور رحمت تام کا وہ روشن مینار ہے جس کی کل عالم میں کوئی نظیر نہیں، سوائے چند مجرموں کے جو اپنے جرائم کی بنا پر واجب القتل تھے۔ نبی کریم ﷺ کے دربار سے عام معافی کا اعلان ہوا۔ دس واجب القتل مجرموں میں سے بھی صرف تین اپنے جرائم پر اصرار کرنے اور معافی نہ مانگنے کی وجہ سے مارے گئے۔ کیونکہ وہ اپنے جرم پر مصر تھے ورنہ اس دربار سے تو عفو کا کوئی سوالی خالی ہاتھ لوٹا نہ معافی سے محروم ہوا۔ یہ وہ عفو تھا جس کے چشمے میرے آقاؐ کے دل سے پھوٹے اور مبارک ہونٹوں سے جاری ہوئے۔ آپ کا یہ عفو خود آپ کے دشمنوں کے لیے ایک حیرت انگیز اور ناقابل یقین واقعہ تھا۔ اس کی ایک مشہور مثال عکرمہ بن ابی جہل کا واقعہ ہے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر عکرمہ مکہ سے بھاگ گیا۔ وہ اپنے اور اپنے باپ کے جرائم کی معافی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ آنحضرت ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں اور مجسم عفو ہیں۔ آپ کی بے پایاں رحمت کا عرفان اس سے پہلے اس کی بیوی کو ہو چکا تھا۔ وہ خود آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عکرمہ کے لئے معافی کی خوشخبری حاصل کر کے اس رحمت عام اور عفو تام کو دیکھ کر دنیا انگشت بدنداں ہے۔ مستشرقین بھی اس حیرت انگیز معافی کو دیکھ کر اپنا سر جھکا لیتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے ان عظیم الشان اخلاق کا مطالعہ کرتے ہوئے جہاں بے اختیار ہو کر دل سے آپ کی ذات گرامی پر درود نکلتا ہے وہاں اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ آپ سے محبت کا دعویٰ کرنے والا ہر شخص اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق ان اعلیٰ اخلاق کو اختیار کرنے کی کوشش کرے۔ یہی درحقیقت امن کا راستہ ہے۔ اور اس کو ترک کرنا ہی دراصل معاشرے کی بربادی ہے۔ اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''معاشرے کی بے صبری اور معاف نہ کرنے کا اثر غیر محسوس طریق پر بچوں پر بھی ہوتا ہے، گزشتہ دنوں کسی کالم نویس نے ایک کالم میں لکھا تھا کہ ایک باپ نے یعنی اس کے دوست نے اپنے ہتھیار صرف اس لئے بیچ دیئے کہ محلے میں بچوں کی لڑائی میں اس کا دس گیارہ سال کا بچہ اپنے ہم عمر سے لڑائی کر رہا تھا کچھ لوگوں نے بیچ بچاؤ کروا دیا۔ اس کے بعد وہ بچہ گھر آیا اور اپنے باپ کا ریوالور یا کوئی ہتھیار لے کے اپنے دوسرے ہم عمر کو قتل کرنے کے لئے باہر نکلا۔ اس نے لکھا ہے کہ شکر ہے پستول نہیں چلا، جان بچ گئی۔ لیکن یہ ماحول اور لوگوں کے رویے معاشرے پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اور معاشرے کی یہ کیفیت ہے اس وقت کہ بالکل برداشت نہیں معاف کرنے کی بالکل عادت نہیں، اور یہ واقعہ جو میں نے بیان کیا ہے پاکستان کا ہے لیکن یہاں یورپ میں بھی ایسے ملتے جلتے بہت سے واقعات ہیں جن کی مثالیں ملتی ہیں بعض دفعہ اخباروں میں آ جاتا ہے۔ تو جب اس قسم کے حالات ہوں تو سوچیں کہ ایک احمدی کی ذمہ داری کس حد تک بڑھ جاتی ہے۔ اپنے آپ کو، اپنی نسلوں کو اس بگڑتے ہوئے معاشرے سے بچانے کے لئے بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہمارے لئے کس قدر ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم قرآنی تعلیم پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کریں"

(خطبہ جمعہ 20 فروری 2004 خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 139)

مکرم محمد محمود طاہر صاحب ۔قائد تعلیم القرآن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق قرآن

اللہ تعالیٰ کی پیاری کتاب جو ہادی کامل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کامل ہدایت کی صورت میں نازل ہوئی اس کے ساتھ والہانہ عشق اور محبت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کا ایک نمایاں پہلو ہے ۔قرآن کریم کے ساتھ عشق و محبت اور تعظیم و تکریم کے انوکھے اسلوب آپ نے اپنائے اور ہمیں سکھائے اور دنیا کو دکھلائے ۔عشق و محبت قرآن کا جو طریق آپ نے اپنایا اس کی مثال نہیں ملتی ۔آپ نے قرآن کو اپنے دل میں اُتارا اور ہمارے سینوں میں داخل کیا۔اس کی عظمت و جلال کو اغیار پر ایسا قائم کیا کہ ان پر ہیبت طاری ہوگئی اور اس کتاب کی حقانیت اور اس کی ندرت کو دیگر تمام کتب سماوی کے مقابل پر ثابت کر دکھایا اور اس کے لئے مخالفین کو مقابلہ کے لئے بھی بلایا۔عشق و محبت کا یہ انداز دفاع قرآن کے لئے اور کہیں نظر نہیں آتا۔

آپ کے عشق قرآن کا ذکر مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس انداز میں فرمایا کہ آپ کی بعثت ایسے وقت میں ہوگی جو کہ لَا یَبْقَیٰ مِنَ الْقُرْآنِ اِلَّا رَسْمُہٗ کا مصداق ہوگا۔یعنی قرآن صرف تحریر کی صورت میں رہ جائیگا اور پھر رجل فارس اس قرآن اور ایمان کو ثریا ستارے سے لے کر زمین پر نازل ہوگا۔گویا قرآن کریم کی عظمت اور اس کی تعلیمات کا قیام آپ کے بنیادی مقاصد بعثت میں سے ہے۔

وہ وقت آن پہنچا جب دین برائے نام رہ گیا ،قرآن کی صرف عبارت ۔عبادت گاہیں ہدایت سے عاری ہوگئیں ۔دین کے عالم موجب فتنہ بن گئے ۔ایسے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ہاں وہی رجل فارس میدان میں اترا جس نے ثریا سے ایمان کو لاکر زمین میں لوگوں کے دلوں میں راسخ کردیا۔قرآن مجید کو طاقچوں سے نکال کر دلوں میں اتار دیا۔آپ نے عشق قرآن کے وہ اسلوب سکھائے جو ناپید ہو چکے تھے۔آپ نے قرآن فہمی، تدبر و تفکر،تفسیر القرآن،اغیار کو چیلنجز اور حقانیت و افضلیت قرآن کو ثابت کر کے اس حسین و جمیل کتاب کی اہمیت،عظمت، تکریم اور رفعت دلوں میں پیدا کی ۔غیروں کو مرعوب کیا اور انکی کتب کی حقیقت کھول کر ان پر قرآن کی عظمت ثابت کی ۔یہ وہ قرآن سے عشق حقیقی تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف خود اختیار فرمایا بلکہ اپنے ماننے والوں کو بھی اس عشق کی چاٹ لگائی جس کے نتیجہ میں سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین جیسے عاشق قرآن ،سیدنا حضرت محمود جیسے مفسر قرآن ،سیدنا حضرت ناصر جیسے مدبر قرآن اور سیدنا حضرت طاہر جیسے مترجم و محقق قرآن پیدا کر دیئے اور آج سیدنا حضرت مسرور دنیا کو عظمت قرآن سے آراستہ اور انوارِ قرآنی سے منور فرمار ہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ قرآن کے نظارے ہمیں آپ کے بلند پایہ منظوم کلام میں بھی نظر آتے ہیں اور جو اردو، فارسی اور عربی زبان میں ہیں۔یہ نظارے آپ کی درجنوں کتب اور ملفوظات میں بھی نظر آتے ہیں۔یہ خوبصورت

جھلکیاں ہم آپ کے اقوال میں بھی دیکھ سکتے ہیں اور آپ کے کردار میں بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں اور پھر آپ کے ارشادات میں بھی ہر جگہ پھیلی ہوئی دیکھی جا سکتی ہیں۔ آپ کا نثریہ کلام ہو یا منظوم کلام۔ یہ عربی میں ہو یا اردو میں یا فارسی میں ہر جگہ عشق قرآن اور مدح وعظمت قرآن سے بھرا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کیفیت کا آپ خود اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

''میں جوان تھا اب بوڑھا ہو گیا ہوں اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ میں دنیا داری کے کاموں میں نہیں پڑا اور دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی۔ میں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے نہایت درجہ تک پاک اور روحانی حکمت سے بھرا ہوا پایا'' (ستاتن دھرم...... جلد 19 صفحہ 474)

قرآن پر تفکر و تدبر: قرآن کریم پر تفکر و تدبر کی عادت گویا آپ کی فطرت ثانیہ تھی۔ محبت الٰہی، محبت رسول اور فرقان مجید سے عشق یہ آپ کی سیرت کا حاصل ہے۔ آپ کی اس کیفیت کا بیان حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

''آپ کے مشاغل **بجز عبادت و ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید** اور کچھ نہ تھے۔ آپ کو یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔ دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر آپ کے اس شغل پر ہنسی کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت اس پر تدبر اور تفکر کی بہت عادت تھی۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے کہ آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ **شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو**۔ اس قدر تلاوت قرآن مجید کا شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی اس مجید کتاب سے کس قدر محبت اور تعلق تھا اور آپ کو کلام الٰہی سے کیسی مناسبت اور دلچسپی تھی۔ اسی تلاوت اور پُرغور مطالعہ نے آپ کے اندر قرآن مجید کی صداقت اور عظمت کے اظہار کے لئے ایک جوش پیدا کر دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے علوم قرآنی کا ایک بحر ناپیدا کنار آپ کو بنا دیا تھا''

(حیات احمد جلد اول، حصہ دوم صفحہ 172-173 ناشر نظارت اشاعت)

قرآن کریم پر تفکر اور تدبر کی ایک روایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی تصنیف سیرۃ المہدی میں درج کی ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ ایک بار آپ قادیان سے بٹالہ بذریعہ پالکی روانہ ہوئے۔ یہ کئی گھنٹوں کا سفر بنتا ہے۔ آغاز سفر میں ہی آپ نے قرآن کریم کھول لیا اور سورۃ فاتحہ ہی پڑھتے گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ آپ نے سارا راستہ کوئی ورق نہ الٹا بلکہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت اور تدبر و تفکر میں مصروف رہے اور اس کے حسن اور مطالب پر غور فرماتے رہے۔ یہ تھا قرآن کریم کے ساتھ آپ کا عشق جو آپ کے دل میں موجزن تھا۔ (سیرۃ المہدی جلد اول روایت نمبر 438)

قرآن سننے سے افاقہ ہو گیا: سیرۃ المہدی میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے ماموں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی روایت نقل کی ہے جس سے حضور علیہ السلام کے عشق قرآن کی ایک منفرد صورت ہمارے سامنے آتی ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب بیان کرتے ہیں ایک روز (جس دن حسین کامی سفیر روم قادیان آیا) مغرب کے بعد حضور علیہ السلام شاہ نشین پر بیت المبارک میں احباب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپ کو دوران سر کا دورہ شروع ہوا اور آپ شاہ نشین سے نیچے اتر کر فرش پر لیٹ گئے اور بعض لوگ آپ کو دبانے لگ گئے مگر حضور نے ان سب کو ہٹا دیا۔ جب اکثر دوست رخصت ہو گئے تو آپ نے حضرت

مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں مولوی صاحب مرحوم دیر تک نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف سناتے رہے یہاں تک کہ آپ کو افاقہ ہوگیا۔ (سیرۃ المہدی جلد اول روایت نمبر 462 صفحہ 439)

سر درد کے دوران حضور علیہ السلام اپنے مرید خاص جو انتہائی خوش لحن بھی تھے ان سے قرآن شریف سننے کی فرمائش کرتے ہیں اور پھر اسی کلام پاک کے سننے سے آپ کو افاقہ بھی ہو جاتا ہے۔

قرآن سنتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر آئے: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرید خاص اور جلیل القدر رفیق حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر اور مجاہد امریکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ قرآن کا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود کو صرف ایک دفعہ روتے دیکھا ہے اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ آپ خدام کے ساتھ سیر کے لئے جا رہے تھے اور ان دنوں میں حاجی حبیب الرحمان صاحب حاجی پورہ والوں کے داماد قادیان آئے ہوئے تھے۔ کسی شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحب وہیں راستہ کے ایک طرف بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔ چنانچہ انہوں نے قرآن شریف سنایا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات پر میں نے بہت غور سے دیکھا مگر میں نے آپ کو روتے نہیں پایا۔ حالانکہ آپ کو مولوی صاحب کی وفات کا نہایت صدمہ تھا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ بالکل درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت کم روتے تھے اور آپ کو اپنے آپ پر بہت ضبط حاصل تھا اور جب کبھی آپ روتے بھی تھے تو صرف اس حد تک روتے تھے کہ آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتی تھیں۔ اس سے زیادہ آپ کو روتے نہیں دیکھا گیا۔ (سیرۃ المہدی جلد اول روایت نمبر 436 صفحہ 393-394)

عشق قرآن سے معمور کلام: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب عشق قرآن اور محاسنِ قرآن کے بیان سے معمور ہیں۔ آپ نے اپنے نثریہ کلام میں قرآن کریم کے عظیم الشان معارف، حقائق، دقائق اور لطائف بیان فرمائے ہیں۔ آپ کے منظوم کلام میں انتہائی محبت اور عشق میں ڈوبی ہوئی کیفیات کا بیان ہے۔ یہ کلام عربی، فارسی اور اردو زبانوں سب میں موجود ہے۔ اردو کے چند اشعار بطور نمونہ درج کر رہا ہوں۔ ایک مقام پر آپ نے فرمایا:

ع قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

قرآن کریم کے ساتھ محبت اور عشق کا بہت ہی خوبصورت اظہار اس مصرع میں آپ نے فرمایا ہے۔

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

یا الٰہی تیرا فرقان ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

خدمتِ قرآن کی نصیحت: حضرت مسیح موعودؑ عمر بھر خدمتِ قرآن پر کمر بستہ رہے اور آپ نے اپنے عشق قرآن کا اظہار اپنے عمل سے کر کے دکھایا۔یہی کیفیت اور جذبہ آپ دوسروں میں بھی دیکھنا چاہتے ہیں اپنے فارسی منظوم کلام میں آپ فرماتے ہیں:

ع اے بے خبر بخدمت قرآن کمر بہبند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

اے بے خبر قرآن کریم کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو جا تا قبل اس کے کہ یہ پکار سنائی دے کہ فلاں شخص اب دنیا میں نہیں رہا۔پس آج ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم بھی قرآن کریم کی خدمت میں کمر بستہ ہو جائیں۔قرآن کریم کے ساتھ وہ محبت اور پیار کریں جو کسی اور نے نہ کیا ہو۔عشق و محبت کے وہ اسلوب اپنائیں جن کا نمونہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں دکھایا ہے۔

تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پیروکاروں کو قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور اس سے پیار کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔یہ نہایت پیاری نعمت ہے،یہ بڑی دولت ہے،اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں"

(کشتی نوح......جلد 19 صفحہ 26-27)

مرتبہ: مکرم عبدالسلام شاہد صاحب ۔لاہور

خلاصہ خطبات جمعہ فرمودہ حضور انور ماہ ستمبر 2015ء

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 4 ستمبر 2015ء: تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقویٰ کے حوالے سے فرمایا کہ انبیاء اور ان کے متبعین حقیقی تعلیم پر چلنے والے اور تقویٰ کا ادراک رکھتے ہیں ۔دنیا کے کاروبار میں لگے ہونے کے باوجود تقویٰ پر چلتے ہیں ۔فرمایا مجھے سینکڑوں خط آتے ہیں جن میں اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں اور ہماری اولاد میں تقویٰ پیدا کرے ۔یہ تبدیلی حضرت مسیح موعود کو ماننے اور اپنا عہد بیعت نبھانے کے احساس کی وجہ سے ہے ۔آج اس زمانے میں اس مضمون کا حقیقی ادراک ہم احمدیوں کو ہے جن کے سامنے آنحضرت ﷺ کا زمانہ بھی ہے اور آپ کے غلام صادق کا زمانہ اور اسوہ بھی ہے ۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ایک ایسا زمانہ تھا جب بچے ہوئے ٹکڑے مجھے ملا کرتے تھے اور آج میرا یہ حال ہے کہ میں سینکڑوں خاندانوں کو پال رہا ہوں ۔آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے لنگروں میں روٹی کے پلانٹ لگے ہوئے ہیں قادیان میں بھی ، ربوہ میں اور یہاں لنگر میں بھی لاکھوں روٹیاں ایک وقت میں پکتی ہیں ۔پس کیا وہ زمانہ تھا کہ ایک مہمان آتا تھا تو آپ اپنا کھانا اسے دے دیتے تھے اور خود فاقہ کرتے تھے اور کہاں آج کہ دنیا کے مختلف ممالک میں ہزاروں لوگ آپ کے دسترخوان سے کھانا رکھا رہے ہیں ۔اسی طرح لاکھوں اور کروڑوں نے آپ کو ماننے کے بعد تقویٰ میں بھی بڑھنا ہے ۔پس اگر کوئی غور کرنے والا ایک لنگر کے نظام کو ہی دیکھ لے تو یہی آپ کی صداقت کا ایک نشان بن جاتا ہے ۔اور ہمارے ایمانوں میں تو یقیناً یہ اضافے کا باعث بنتا ہے ۔اس سارے نظام کو چلانے کے لئے مالی قربانی کی روح افراد جماعت میں پیدا ہوئی ہے تو یہ بھی اسی تقویٰ کا نتیجہ ہے جو حضرت مسیح موعود سے جُڑ کر ہم میں پیدا ہوا ۔فرمایا حضرت مسیح موعود کا نمونہ ہمیں اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو استعمال کریں تو اس کا شکر کریں ۔اس کی تسبیح کریں اور ساتھ ہی دین کی حالت کے درد کو بھی محسوس کریں اور اس کے لئے کوشش کریں کہ کس طرح ہم نے اشاعت دین میں حصہ ڈالنا ہے ۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو دین حق پر حملہ کرنے والوں کا منہ بند کرنے کے لئے اور دین حق کی خوبصورتی ظاہر کرنے کے لئے بھیجا ہے ۔آج بھی جو لوگ دین حق پر اعتراض کرتے ہیں حضرت مسیح موعود کا علم کلام جو ہے اسی سے ہم ان کا منہ بند کر سکتے ہیں ۔اس لئے اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے ۔بعض لوگ خوابوں کی وجہ سے غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بڑے بڑے دعوے کرنے لگ جاتے ہیں ۔خدا تعالیٰ تو جب کسی کو دیتا ہے تو اس کی فعلی چمک بھی دکھاتا ہے اپنی تائیدات کا اظہار بھی کرتا ہے ۔یہی ہم نے حضرت مسیح موعود کے ساتھ دیکھا اور یہی آپ کی پیشگوئی دربارہ مصلح

موعود جو تھی اسے خلیفۃ المسیح الثانی کے حق میں پورا ہوتے دیکھا اور یہی خلافت احمدیہ کے قیام کی جو خوشخبری آپ نے دی تھی اس میں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت سے اس کو ہم نے پورا ہوتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کے ایمان وایقان میں ترقی عطا فرمائے اور وہ ان باتوں کو سمجھنے والا ہو۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 11 ستمبر 2015ء: تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس زمانے میں حقیقی ایمان کو دلوں میں قائم کرنے کے لئے اور حقیقی ایمان کے نمونے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا۔ آپ کی طرف منسوب ہونے کے بعد یہی ہماری ذمہ داری ہے کہ حقیقی ایمان کو قائم کرتے ہوئے اس کام میں آپ کے مدد و معاون بنیں۔ دنیا کو ایمان کی حقیقت بتائیں اور سلامتی پھیلانے والے بنیں۔

آجکل مسلمان دنیا میں جو فساد برپا ہے اس نے دین حق کے نام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ کاش کہ یہ اس بات کو سمجھیں کہ ان کے ذاتی مفادات نے (دین حق) کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے اور شدت پسند گروہ اور تنظیمیں بھی اس وجہ سے ابھری ہیں کہ ہر سطح پر مفاد پرستی زور پکڑ رہی ہے۔ ملکوں کے امن برباد ہو رہے ہیں۔ پھر دین حق کی دشمن قوتیں بھی اس سے اپنے مفادات حاصل کر رہی ہیں۔ ایک طرف تو دونوں کی جھگڑے بڑھانے میں مدد کی جاتی ہے تو دوسری طرف شدت پسند گروہوں کی کاروائیوں کو شہرت دے کر پریس اور میڈیا بے انتہا کوریج دیتا ہے اور یہ کوریج دے کر دین حق کو بدنام کیا جاتا ہے۔ میڈیا انصاف سے کام نہیں لیتا۔ سیاسی عزائم کو مذہب کا نام دے کر دین حق کی تعلیم کو بدنام کرتے ہیں۔ حالات سے تنگ اور بے چین لوگ جب شدت پسند گروہوں میں شامل ہوتے ہیں تو اس کا بے انتہا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے لیکن ہزاروں لاکھوں مومن جو امن کی بات کرتے ہیں ان کا ذکر میڈیا نہیں کرتا یا انہیں وہ پذیرائی نہیں ملتی جو منفی رویے دکھانے والوں کو ملتی ہے۔ سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ ہے جو محبت اور پیار کی تعلیم پھیلاتی ہے جس کے نتیجے میں امن کے جھنڈے تلے امن پھیلانے اور سلامتی بکھیرنے کے لئے لاکھوں لوگ ہر سال جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ جماعت کی خدمات کو لوگ پسند کرتے ہیں اور اظہار کرتے ہیں کہ کیسی خوبصورت تعلیم ہے۔ ہر انصاف پسند چاہے وہ فوری طور پر دین حق کو قبول کرے یا نہ کرے لیکن اس بات کے کہنے پر مجبور ہے کہ دنیا کے امن کی دین حق ہی ضمانت ہے۔ مخالف طاقتیں چاہے جتنا بھی دین حق کے بارے میں منفی پروپیگنڈا کریں لیکن دین حق نے ہی دنیا کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستے دکھانے ہیں اور امن اور سلامتی مہیا کرنی ہے۔ آج نہیں تو کل دنیا کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ دین حق ہی دنیا کے امن اور سلامتی کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اس کامیابی کا حصہ بننے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کئی گنا بڑھ کر دیکھنے والے ہوں اور اپنے عملوں کو دین حق کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے والے ہوں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 18 ستمبر 2015ء: تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو تجدید دین کے لئے بھیجا ہے آپ نے دین حق کی تعلیم کو ہمیں

خوبصورت کر کے دکھایا اور بدعات اور غلط روایات کو ترک کرنے کی نصیحت فرمائی۔ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں ہمارے بزرگ آباء اور رفقاء سلسلہ نے حضرت مسیح موعود کے بارے میں روایات پہنچائیں۔حضرت مصلح موعود کے وقت میں بہت سے رفقاء موجود تھے اس لئے آپ نے ان رفقاء کے رشتہ داروں کو توجہ دلائی کہ وہ روایات جمع کریں کیونکہ یہی چیزیں آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نصیحت اور دینی تعلیم اور بعض مسائل کا حل پیش کرنے والی ہوگی۔حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے حالات اور آپ کے کلمات رفقاء سے جمع کروائے جائیں ہر شخص جسے حضرت مسیح موعود کی ایک چھوٹی سے چھوٹی بات بھی یاد ہو اس کا اس بات کو چھپا کر رکھنا اور دوسروں کو نہ بتانا ایک قومی خیانت ہے۔فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر کئی چھوٹی باتیں نتائج کے لحاظ سے بہت اہم ہوتی ہیں۔رسول کریم ﷺ کے حالات زندگی سے دنیا فائدہ اُٹھاتی چلی آئی ہے اور اُٹھاتی چلی جائے گی۔حضرت مسیح موعود کے حالات سے بھی دنیا فائدہ اُٹھائے گی اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو جمع کردیں فرماتے ہیں آج ہم ان باتوں کی اہمیت نہیں سمجھتے مگر جب احمدی فقہ، احمدی تصوف اور احمدی فلسفہ بنے گا تو اس وقت یہ معمولی نظر آنے والی باتیں اہم حوالے قرار پائیں گی۔پھر فرماتے ہیں تمہیں حضرت مسیح موعود کی جس بات کا علم ہے وہ خواہ کسی قدر چھوٹی بات ہو بتا دینی چاہئے کیونکہ ان باتوں سے بھی بعد میں اہم نتائج اخذ کئے جائیں گے۔پس جن دوستوں کو حضرت مسیح موعود کی شکل دیکھنے یا آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا ہو انہیں چاہئے کہ ہر بات کو خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی لکھ کر محفوظ کردیں۔حضور انور نے فرمایا کہ پھر اس کے بعد رفقاء نے روایات جمع کرنا بھی اور لکھوانا بھی شروع کیں اور بہت سارے واقعات کے رجسٹر بن چکے ہیں۔رفقاء کی روایات کو میں خطبات میں بیان بھی کر چکا ہوں تو بہر حال یہ روایات جمع ہو رہی ہیں۔جماعت کے سامنے کتابی شکل میں کسی وقت میں پیش بھی ہو جائیں گی۔حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کی تو ہر بات ہی علمی پہلو لئے ہوئے ہے جو ہماری عملی تربیت کے لئے بھی ضروری ہے، قرآن کریم کی آیات اور احادیث کی وضاحت ہو جاتی ہے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو ابتداء سے ہی دین حق کی ترقی کی ایک تڑپ تھی اور چاہتے تھے کہ لوگ اپنی حالت درست کریں اور عملی حالت درست کرنے کے لئے سب سے ضروری چیز اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دینا ہے، نمازیں پڑھنا ہے۔نمازیں باجماعت پڑھنی چاہئیں اور بیوت الذکر کو آباد رکھنا چاہئے۔اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں ہر جگہ بیوت الذکر بن رہی ہیں لیکن ان کی آبادی کی طرف جس طرح توجہ دینی چاہئے وہ نہیں ہے۔پاکستان ،ہندوستان اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی تمام احمدیوں کو اپنی بیوت الذکر آباد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔بیوت الذکر کے ساتھ بنائے گئے ہالز میں ان ڈور گیمز کے حوالے سے فرمایا کہ ان چیزوں میں کوئی حرج والی بات نہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ بعض مربیان جو خود نوجوان ہیں اگر وہ اپنے ساتھ بعض احمدی نوجوانوں کو اکٹھا کر کے کھیلتے ہیں تو بہر حال اس سے ایک فائدہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اس وجہ سے نوجوانوں کی بیوت الذکر کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور بیوت الذکر آباد ہوتی ہیں۔اور حضرت مسیح موعود کے عمل سے ثابت ہے کہ اس طرح ہو سکتا ہے اور ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 25 ستمبر 2015ء: تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کے جواب میں کہ عبادت میں شوق کس طرح پیدا ہو فرمایا تو یاد رکھنا چاہئے کہ بندے کا کام یہ ہے کہ مستقل مزاجی سے کوشش کرتا رہے۔ اس ایمان پر قائم ہو کہ جو کچھ ملنا ہے خدا تعالیٰ سے ہی ملنا ہے۔ تبھی وہ کیفیت پیدا ہو سکتی ہے جو خدا تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں فرمایا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اعمال صالحہ اور عبادت میں ذوق وشوق اپنی طرف سے نہیں ہو سکتا یہ خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق پر ملتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان گھبرائے نہیں اور خدا تعالیٰ سے اس کی توفیق اور فضل کے واسطے دعائیں کرتا رہے۔ اور ان دعاؤں میں تھک نہ جائے۔ اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے اور وہ یہ سمجھ لے کہ پھونک مار کر اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائے گا یا عبادت کا شوق پیدا ہو جائے گا یا کوئی انسان اسے پھونک مار کر عابد بنا دے گا یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور سنت نہیں ہے۔ خوب یاد رکھو کہ دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اس کا فضل نہ ہو تو دوسرے دن جا کر عیسائی ہو جاوے یا کسی اور بے دینی میں مبتلا ہو جاوے۔ اس لئے ہر وقت اس کے فضل کے لئے دعا کرتے رہو اور اس کی استعانت چاہو کہ صراط مستقیم پر تمہیں قائم رکھے۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان استغفار کرتا رہے تا کہ وہ زہر اور جوش پیدا نہ ہو جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ استغفار اس کا علاج ہے۔ پس مستقل مزاجی شرط ہے اور یہ ایمان کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ جب سب راستے بند کر کے انسان خدا تعالیٰ کی طرف جھکے تبھی وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جو عبادت کا شوق بھی دلا دیتی ہے۔ استغفار کر کے جب شیطان کو اپنے سے دور بھگائے گا انسان تو پھر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لئے تڑپ کر دعا بھی کرے گا۔ استغفار بھی تڑپ کر ہو رہی ہوگی اور مزید ترقی کرنے کے لئے اسکے قرب کے راستے تلاش کرنے کی دعا بھی ہو رہی ہو گی۔ پھر ایسی حالت انسان کی ہو جائے، یہ کیفیت طاری ہو جائے پھر خدا تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح عبد بننے اور نیکیاں بجالانے کی توفیق عطا فرمائے اور مستقل مزاجی سے اس پر قائم رہنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

ہر احمدی مخاطب ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ہر خطبہ کا مخاطب ہر احمدی ہوتا ہے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہتا ہو...... واحمدی اس جستجو میں ہوتے ہیں کہ ہم نے خلیفہ وقت کی آواز کو سننا ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے، اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی ہے وہ نہ صرف شوق سے خطبات سنتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو ہی ان کا مخاطب سمجھتے ہیں“ (خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 188، 189)

(قیادت تربیت مجلس انصار اللہ پاکستان)

75 سال پورے ہونے پر
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا تاریخی خطاب
برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ

(خلاصہ خطاب)

- **انصار اللہ کا کام دعوت الی اللہ کرنا قرآن کریم پڑھانا، تربیت کرنا اور کمزوریوں کو دور کرنا ہے**
- **ہمارا اصل مقصد دین میں ترقی ہے اگر ہمارے قدم آگے نہیں بڑھ رہے تو ہم صرف نام کے انصار اللہ ہیں**
- **انصار اللہ کا کام ان کو احساس دلاتا رہے کہ ہم نے اللہ کا مددگار رہنا ہے اور ہر قربانی کرنی ہے**

امسال مجلس انصار اللہ یوکے کا سالانہ اجتماع 75 سالہ تاریخی اجتماع تھا۔ اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس رونق افروز ہوئے اور انصار سے خطاب فرمایا:

حضور انور نے فرمایا۔ اس سال مجلس انصار اللہ اپنے 75 سال پورے ہونے پر جوبلی منارہی ہے۔ اس سال مجلس انصار اللہ یوکے نے بیرون مجالس کے صدران اور نمائندگان کو انصار اللہ کے اجتماع میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ حضور انور نے فرمایا۔ جوبلی کے تحت بعض وعدے بھی کئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کیا جاتا ہے۔ اپنے جائزے لئے جاتے ہیں۔ اگر ان باتوں کو سامنے رکھ کر 75 سال منا رہے ہیں تو اچھی بات ہے لیکن اگر صرف خوشی اور ہاؤ ہو ہے تو یہ کوئی بات نہیں۔ بہت سے نادان انصار بھی ہیں جو جوبلی کو خوشی سے منانے تک ہی محدود رہتے ہیں۔ بلکہ بہت سے عہدیداران بھی جس شوق سے پروگرام منانے کی کوشش کررہے ہیں، ان میں بھی چند دن بعد وہی عام سستی پیدا ہو جاتی ہے، اگر ہم نے صرف عارضی خوشی منانی ہے تو اس کا کیا فائدہ؟ قوموں کی زندگی میں 75 سال کوئی ایسی چیز نہیں جس کو بڑی کامیابی سمجھ لیا جائے۔ دنیا میں کئی تنظیمیں ہوں گی جنہوں نے 75 سال بلکہ 100 سال منائے ہوں گے۔ لیکن آہستہ آہستہ ان کو وہ مقصد یاد نہیں رہتا جس کی وجہ سے وہ قائم کی جاتی ہیں۔ ایسی تنظیمیں ممبران کے مفاد کا شکار ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ یا اگر دنیا کے فائدہ کے لئے ہوں تو ایک عرصہ کے بعد دنیا ان کے فائدہ سے محروم ہو جاتی ہے۔ یا اگر ملکوں کی تنظیم ہے تو بڑے بڑے ملک ہی فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں یا صرف اس حد تک فائدہ دیتے ہیں جب تک اپنے مفاد متاثر نہ ہوں۔ دنیاوی تنظیموں میں سب سے بڑی مثال یو۔این او کی ہے۔ جس کے 70 سال پورے ہوگئے ہیں۔ بہت سارے تبصرہ کرنے والے اور لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ اس نے اپنے بنیادی مقصد سے ہٹ کر کھویا زیادہ ہے۔ اور پایا کم ہے۔ لیکن روحانی کاموں کے لئے جو تنظیم قائم ہوتی ہے ان کی

بنیاد خدا کی رضا کے حصول پر ہوتی ہے۔اس لئے ان کی خوشیاں ظاہری دنیاوی خوشیاں نہیں ہوتیں اور نہ ہونی چاہئے۔اس میں ایک مسلسل جدوجہد کے ساتھ اپنے مقاصد کو زندہ رکھنا ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ جب حضرت مصلح موعود نے یہ تنظیم قائم فرمائی تو ابراہیمی دعا رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا ...... کو سامنے رکھ کر قائم فرمائی ۔انصاراللہ پر ذمہ داری ڈالی کہ تمہارا کام دعوت الی اللہ کرنا ،قرآن کریم پڑھانا ،اچھی تربیت کرنا ،قوم کی دنیاوی کمزوریوں کو دور کر کے انہیں ترقی کے میدان میں بڑھانا ہے۔پس یہ مقاصد ہیں جن کیلئے انصاراللہ قائم کی گئی تھی۔75 سال پورے ہونے پر ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے یہ ذمہ داریاں کس حد تک پوری کی ہیں ۔کیا ہم نے دعوت الی اللہ کا حق ادا کیا ہے؟ کیا اس تعلیم کو حاصل کر کے اپنی نسل میں رائج کرنے کی کوشش کی ہے؟ کیا ہم نے اپنی اولادوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکمتیں بتانے کی کوشش کی ہے؟ یا صرف اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم کے پیچھے ہی پڑے رہے ہیں؟ پس 75 سال پورا ہونے پر ہر جگہ انصاراللہ کی تنظیم یہ جائزہ لے کہ ہم میں سے ہر ایک نے اس کے مقصد کو پورا کرنے میں کس حد تک حصہ لیا ہے۔ان مقاصد کے حصول کیلئے اپنی جان ،مال اور وقت قربان کرنا صحیح مقصد ہے۔تبھی ہم اپنی بنیادوں پر قائم رہیں گے۔تبھی اللہ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔تبھی دین کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اللہ کے انصار بن سکیں گے۔اور نَحْنُ أَنصَارُ اللّٰهِ کا نعرہ لگانے والے کہلا سکیں گے۔

حضور انور نے فرمایا۔حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے تقریباً تین سو سال تک سختیاں برداشت کیں اور اس کے باوجود اپنے مقصد کی حفاظت کرتے رہے اور تین سو سال کے بعد حکومت نے عیسائیت قبول کی۔گو کہ عیسائیت بڑے وسیع پیمانے پر پھیلنا شروع ہوئی مگر ساتھ ہی بنیادی تعلیم سے دور ہوتے چلے گئے ۔اپنے پیدا کرنے والے خدا کو بھول گئے۔حضرت عیسیٰؑ کے بنیادی پیغام اور تعلیم کو جو خدا کی وحدانیت کا سبق دیتی تھی ۔اس کو بھول کر شرک میں مبتلا ہو گئے ۔ان حقیقی عیسائیوں کا خدا تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا اور تعریف بھی فرمائی ہے۔پس اس بات کو محفوظ فرما کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے راستے متعین کئے ۔حضور انور نے قرآن مجید میں حواری لفظ کے مختلف معنی بیان فرمائے جیسے اخلاص سے بھرا ہوا صاف شخص ،ایک وہ جس کو آزمایا جائے وہ ہر قسم کی برائی سے پاک ہو۔ایک مطلب یہ کہ ایسا شخص جو اپنے مشوروں میں ایماندار اور وفا دکھائے ،سچا وفادار دوست ،نبی کا وفادار اور چنیدہ ساتھی ۔پس جب ان خصوصیات کا حامل ایک انسان ہو تبھی وہ حواری ہوگا۔اور تبھی وہ نحن انصاراللہ کا حق ادا کرنے والا ہوگا۔اس کو سامنے رکھ کر ہم اپنے جائزے لے سکتے ہیں ۔پس یاد رکھنا چاہئے کہ جوبلی کا فائدہ تبھی ہے کہ جب ہم ان خصوصیات کو مرنے نہ دیں۔

مسیح موعود کے ساتھ یہ وعدہ ہے کہ قیامت تک قرآن کی تعلیم رہے گی۔عیسائی اپنی تعلیم بھول گئے لیکن مسیح موعود کی جماعت نے قیامت تک پھلنا اور پھولنا ہے۔ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم تزکیہ نفس کر رہے ہیں؟ کیا ہم دلوں کی میل دھو رہے ہیں۔کیا ہم قرآن کے حکموں کو اپنا رہے ہیں؟ کیا ہماری وفاؤں کے معیار بلندیوں کی طرف جا رہے ہیں۔کیا ہم عہد بیعت کے مطابق حضرت مسیح موعود سے اپنا رشتہ سب دنیاوی رشتوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔پس جب ہم ان باتوں کو سامنے رکھیں گے تو ہمارا جائزہ سامنے آ جائے گا۔حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود کا انصاراللہ پر احسان ہے کہ یہ نام ان کو دیا ان کا نام ان کو احساس دلاتا رہے کہ ہم نے اللہ کا مددگار بننا ہے۔اور ہر قربانی کرنی ہے۔اس کے احکام پر

عمل کرتا ہے اور اپنی نسلوں سے بھی کرواتا ہے۔خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود سے وعدہ ہے کہ میں تیرے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اور وہ پہنچا رہا ہے۔جماعت کو انشاءاللہ غلبہ ہوتا ہے لیکن کتنے خوش قسمت ہوں گے ہم جو اس کا حصہ بن جائیں گے۔عیسائیت کے پھیلنے کے ساتھ دینی اور دنیاوی زوال ان میں شروع ہوا۔لیکن احمدیت کے پھیلنے کی خوشخبری جب حضرت مسیح موعود نے اللہ سے اطلاع پا کر دی کہ تین سو سال پورے نہیں ہوں گے کہ احمدیت کی دنیا میں ترقی ہوگی جب ہم جماعت احمدیہ کی تاریخ اور ابتدا پر نظر ڈالتے ہیں تو اللہ کے فضل کو دیکھ کر ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ہر دن کامیابیاں دکھلاتا ہے۔جو چیز ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہر سال جو گزرتا ہے وہ جائزہ لینے والا ہو کہ اصل مقصد دین میں ترقی ہے اور اس کو کس حد تک حاصل کیا ہے۔اگر ہمارے قدم آگے نہیں بڑھ رہے تو ہم صرف نام کے انصاراللہ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں ایک ملک کی مجلس کا جائزہ لے رہا تھا تو صدر صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ بتایا کہ ہمارے ممبر نمازوں میں بڑے کمزور تھے صرف دس فیصد ادا کرتے تھے۔پھر ایک مہم کے نتیجہ میں سترہ فیصد ہو گئے۔میں صحیح طرح سن نہ سکا، میں ان کے اندازے سمجھا 70 فیصد بتا رہے ہیں گو کہ 70 فیصد بھی قابل قدر نہیں لیکن سترہ فیصد تو قابل شرم ہے۔پس اگر 75 سال گزرنے کے بعد 90,80 فیصد باجماعت نمازوں کی حاضری سے پندرہ بیس فیصد حاضری پر ہم آ گئے ہیں تو یہ ترقی نہیں تنزل ہے۔بڑی قابل فکر بات ہے۔بہرحال جماعت پھیل رہی ہے اگر ایک جگہ سستی ہوگی تو خدا دوسری جگہ سچے عابد پیدا کر دے گا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود کو کیسے کیسے لوگ عطا فرمائے جو دین کا پیغام کونے کونے تک پہنچا رہے ہیں۔اس ضمن میں حضور انور نے چند واقعات بھی بیان فرمائے۔حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ہر شخص تہجد کے لئے اٹھنے کی کوشش کرے۔انصار کی عمر ایسی ہے کہ ان کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے بجائے یہ کہ 15 فیصد ممبر باجماعت پڑھتے ہیں اگر عاملہ کے ممبر ہی مقامی سطح سے لے کر مرکزی سطح تک توجہ کریں تو 35 سے 50 فیصد تک حاضری بڑھ جاتی ہے۔اگر انصار نمونے دکھائیں گے تو خدام خود بخود عمل کرنا شروع کر دیں گے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اس کی کریمی کا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔جس کو تلاش کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔اس لئے تم کو چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو۔اور اس کے فضل کو طلب کرو۔

فرمایا آج امریکہ میں بھی انصاراللہ کا اجتماع ہو رہا ہے،شاید کسی اور ملک میں بھی ہو،ہر جگہ انصار اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں،اپنی عبادتوں کے معیار کو بلند کریں۔پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں اور خدا تعالیٰ کی نصرت سے محبت کا فیض ہم کو ملے۔آج انصاراللہ کی تنظیم کے 75 سال کا صحیح فیض اٹھانا چاہتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی بات سن کر اس پر عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ 75 سال آئندہ کی ترقیات کیلئے سنگ میل ہوں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔بعدازاں حضور انور نے فرمایا کہ یوکے کی کل حاضری 3100 ہے۔جبکہ گزشتہ سال حاضری 2200 تھی۔اس کے بعد حضور انور مارکی سے باہر تشریف لے گئے۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ **29** ستمبر **2015**ء)

علم کی دائمی جستجو

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

دنیا میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بچپن سیکھنے کا زمانہ ہوتا ہے جوانی عمل کا زمانہ ہوتا ہے اور بڑھاپا عقل کا زمانہ ہوتا ہے لیکن قرآن کریم کی رو سے ایک حقیقی مومن ان ساری چیزوں کو اپنے اندر جمع کر لیتا ہے۔اس کا بڑھاپا اُسے قوتِ عمل اور علم کی تحصیل سے محروم نہیں کرتا۔اس کی جوانی اس کی سوچ کو ناکارہ نہیں کر دیتی بلکہ جس طرح بچپن میں جب وہ ذرا بھی بولنے کے قابل ہوتا ہے ہر بات کو سن کر اس پر فوراً جرح شروع کر دیتا ہے اور پوچھتا ہے کہ فلاں بات کیوں ہے اور کس لئے ہے اور اس میں علم سیکھنے کی خواہش انتہا درجہ کی موجود ہوتی ہے۔اسی طرح اس کا بڑھاپا بھی علوم سیکھنے میں لگا رہتا ہے۔اور وہ کبھی بھی اپنے آپ کو علم کی تحصیل سے مستغنی نہیں سمجھتا۔اس کی موٹی مثال ہمیں رسول کریم ﷺ کی مقدس ذات میں ملتی ہے۔ آپ کو پچپن چھپن سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ الہاماً فرماتا ہے کہ قل رب ذدنی علما یعنی اے محمد رسول اللہ ﷺ تیرے ساتھ ہمارا سلوک ایسا ہی ہے جیسے ماں کا اپنے بچہ کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے بڑی عمر میں جہاں دوسرے لوگ بے کار ہو جاتے ہیں اور زائد علوم اور معارف حاصل کرنے کی خواہش ان کے دلوں سے مٹ جاتی ہے اور ان کو یہ کہنے کی عادت ہو جاتی ہے کہ ایسا ہوا ہی کرتا ہے تجھے ہماری ہدایت یہ ہے کہ تو ہمیشہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہ کہ خدایا میرا علم اور بڑھا۔میرا علم اور بڑھا۔پس مومن اپنی زندگی کے کسی مرحلہ میں بھی علم سیکھنے سے غافل نہیں ہوتا۔بلکہ اس میں وہ ایک لذت اور سرور محسوس کرتا ہے۔اس کے مقابلہ میں جب انسان پر ایسا دَور آ جاتا ہے۔جب وہ سمجھتا ہے کہ میں نے جو کچھ سیکھنا تھا سیکھ لیا ہے۔اگر میں کسی امر کے متعلق سوال کروں گا تو لوگ کہیں گے کیسا جاہل ہے اسے ابھی تک فلاں بات کا بھی پتا نہیں۔تو وہ علم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتا ہے۔دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑی عمر کے آدمی تھے مگر پھر بھی کہتے ہیں۔رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ۔ (بقرہ۔ع 35) دنیا کے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ احیاء موتی پر کبھی غور ہی نہیں کرتے۔انسانی زندگی انہیں عجوبہ معلوم ہوتی ہے۔نہ حیوانی زندگی انہیں عجوبہ معلوم ہوتی ہے۔ہزاروں سال سے زندگی کا دور چلا آ رہا ہے۔مگر انہوں نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ انسان کی زندگی کس طرح شروع ہوئی ہے۔اس زمانہ میں صرف ڈارون کی ایک مثال ہے جس کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ زندگی کس طرح ظاہر ہوئی ہے اور وہ کیا کیا مدارج ہیں جن میں سے انسان گزرا ہے اسکی تحقیق غلط تھی یا صحیح بہر حال اس کے دل میں خیال پیدا ہوا اور اس کے بعد ساری دنیا میں ایک رو چل گئی کہ دیکھیں دنیا کس طرح پیدا ہوئی ہے؟ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی رب ارنی کیف تحی الموتی کو یا

وہی خیال جو دنیوی اور مادی لوگوں کے دلوں میں ڈارون کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ آج سے ہزاروں سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں بھی پیدا ہوا اور انہوں نے کہا اے میرے رب! یہ بے جان مادہ کس طرح زندہ ہو جایا کرتا ہے؟ ڈارون نے تو مادی احیاء کے متعلق جستجو کی تھی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مادی زندگی سے کوئی غرض نہیں تھی انہیں رُوح کی زندگی مطلوب تھی اور انہوں نے چاہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ پتہ لگاؤں کہ ارواح کس طرح زندہ ہوا کرتی ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ ابراہیم تُو پچاس ساٹھ سال کا ہو چکا ہے اب یہ بچوں کی سی باتیں چھوڑ دے۔ بلکہ اس نے بتایا کہ ارواح کس طرح زندہ ہوا کرتی ہیں۔ پس ہر عمر میں علم سیکھنے کی تڑپ اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کرتے رہنا چاہئے کہ الٰہی میرا علم بڑھا۔ کیونکہ جب تک انسانی قلب میں علوم حاصل کرنے کی ہر وقت پیاس نہ ہو اس وقت تک وہ کبھی ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔

پھر آدم کی مثال دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ تم نسل آدم میں سے ہو۔ آدم تم سے بڑا تھا چھوٹا نہ تھا۔ وہ تمہارا باپ تھا اور مامور من اللہ تھا اور اپنے دل میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کا جوش رکھتا تھا جب ہم نے زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس پر احکام نازل کئے تو گو وہ دل سے خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کا ارادہ کر چکا تھا مگر پھر بھی بعض باتوں کو وہ بھول گیا یعنی ان کے بارہ میں اس سے غفلت ظاہر ہوئی تو تم جو آدم کے بیٹے ہو اور اس سے چھوٹے درجہ کے ہو کیوں ہر معاملہ میں خدا تعالیٰ کے یقینی احکام مانگتے ہو۔ جو احکام آ جائیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اور جو نہ آئیں ان پر خود غور کرو اور خدا تعالیٰ کی مدد مانگتے رہو۔ اور اس سے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہو کہ یا اللہ جو سچا علم ہے اور ہمارے لئے مفید ہے وہ ہم کو عطا کر تا کہ ہم اس کی روشنی میں ہدایت کے راستہ پر گامزن ہو سکیں۔ (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 471)

کلام الامام، امام الکلام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"بہر حال خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے...... کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں" (خطبات مسرور جلد نمبر 3، صفحہ 320)

(قیادت تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان)

مکرم رحمت اللہ بند یشہ صاحب

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

علم کا ایک شعبہ تفقہ فی الدین ہے یعنی دین سے متعلق سمجھ بوجھ حاصل کرنا۔ اسی سے لفظ فقہ اور فقیہ بنے ہیں۔ اصطلاح میں علم فقہ سے مراد وہ احکام شرعیہ ہیں جن کا تعلق انسان کے ظاہری اعمال سے ہے، اور جو تفصیلی دلائل سے ماخوذ ہیں۔ احکام سے مراد وہ عملی مسائل ہیں جو انسان کو روزمرہ کی زندگی میں پیش آتے ہیں، خواہ وہ مسائل عبادات کے متعلق ہوں یا معاملات سے متعلق ہوں۔ اور تفصیلی دلائل سے مراد وہ اصول اور شرعی دلائل ہیں جو ان عملی مسائل کے جواز کی سند پیش کرتے ہیں جیسا کہ متذکرہ بالا حدیث میں بیان ہے۔ مسئلہ کے جائز اور ناجائز ہونے کے لیے کبھی قرآن پاک سے بتصریح دلائل ملتے ہیں اور کبھی سنت و حدیث سے راہنمائی ملتی ہے، اور بعض اوقات اجماع و قیاس کے ذریعہ حلت و حرمت ثابت کی جاتی ہے اور بعض مسائل کے حل کے لیے عوام الناس کے حالات اور ضروریات اور انکی حقیقی مجبوریوں کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ اس علم میں مہارت حاصل کرنے والے کو اصطلاحاً فقیہ کہتے ہیں۔ اس علم کو دوراولین میں جن شخصیات نے شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا اور بعد ازاں قبول عام کی سند حاصل کی ان میں سے سب سے زیادہ مشہور حضرت امام ابو حنیفہ ہیں۔

نام ونسب ولادت: آپ کا نام نعمان بن ثابت بن زوطی کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم تھا، آپ 80ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے، اور 150 ہجری میں جبکہ آپ کی عمر ستر سال کے قریب تھی بغداد میں فوت ہوئے۔ کنیت کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ آپ چونکہ اعتدال کے عادی تھے، افراط و تفریط سے بچتے تھے، اس لئے آپ ابو حنیفہ کی کنیت سے مشہور ہوئے۔ بعض کا خیال ہے کہ عراقی زبان میں حنیفہ دوات کو کہتے ہیں اور چونکہ تدوین فقہ کے کام کے سلسلہ میں ہر وقت آپ کی مجلس دواتوں سے بھری رہتی تھی، آپ کے ہر شاگرد کے پاس دوات ہوتی تھی اس لئے آپ کی شہرت ابو حنیفہ کی کنیت سے ہوئی۔

حلیہ، لباس اور طریق گفتگو: امام صاحب کو خدا نے حسن سیرت کے ساتھ جمال صورت بھی دیا تھا۔ طویل القامۃ، کھلا اور بشاش چہرہ، کھلتا ہوا سفید گندمی رنگ، وضع قطع کے لحاظ سے بڑے خوش پوش، صاف ستھرے رہن سہن کے مالک بزرگ تھے، ان کے ایک شاگرد کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن انکو نہایت قیمتی چادر پہنے دیکھا جسکی قیمت کم ازکم چارسو درہم ہوگی اگرچہ درباروں وغیرہ میں جانا اور وظیفہ خواری پسند نہ تھی پھر بھی سات آٹھ درباری ٹوپیاں جو کہ امراء اور وزراء سے مخصوص تھیں رکھی ہوئی تھیں۔ گفتگو نہایت شیریں اور آواز بلند اور صاف تھی۔ کیسا ہی پیچیدہ مضمون ہو نہایت صفائی اور فصاحت سے ادا کر سکتے تھے۔

تجارت: آپ کے دادا زوطی نے کوفہ آکر کپڑے کا کاروبار شروع کیا اور اس میں خوب ترقی کی۔ یہ تجارتی کاروبار امام صاحب کو ورثہ میں ملا۔ امام صاحب نے تجارت کو بھی نہایت وسعت دی۔ بڑے بڑے سوداگروں سے معاملہ رہتا تھا اور ایسے میں بھی دیانت داری کا اعلیٰ معیار قائم رکھا، کبھی ایک پائی بھی ناجائز نہ رکھتے تھے۔ تجارت میں سے شیوخ اور محدثین کا

مخصوص حصہ تھا اور سال کے سال ان کو پہنچا دیتے تھے۔ تاریخ میں اس بات کا تذکرہ بھی ملتا ہے کہ بوقت وفات بھی پچاس ہزار کے قریب ایسی رقمیں آپ کے پاس لوگوں کی محفوظ تھیں جو کہ بعد از وفات واپس کی گئیں۔ بہر حال مالی لحاظ سے امام ابو حنیفہ بڑے خوشحال تھے اور آپ کو کبھی بھی کسی قسم کی مالی پریشانی سے دوچار نہیں ہونا پڑا تھا۔

امام ابو حنیفہ اور تحصیل علم :امام صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب سے تحصیل علم پر توجہ کی تو اس وقت بہت سے علوم پیش نظر تھے۔ اور میں متردد تھا کہ کس کو اختیار کروں۔ آخر فقہ پر نظر پڑی اور دین و دنیا کی حاجتیں اس سے وابستہ نظر آئیں۔ جب اس علم سے دلچسپی اور انس پیدا ہو گیا تو پھر آرام سے نہ بیٹھے۔ سب سے پہلے آپ نے فقہ کے اس وقت کے مدارس کا جائزہ لیا، کیونکہ اس زمانہ میں اس علم کا بھی خاص چرچہ تھا۔ آپ کو حضرت حماد بن ابی سلیمان کا درس فقہ بہت پسند آیا۔ حضرت حماد روایت و درایت کے جامع تھے اور کوفہ کے سربر آوردہ عالم اور فقیہہ مشہور تھے۔ چنانچہ ابو حنیفہ ان کے مدرسہ سے منسلک ہو گئے اور فقہ کا درس لینا شروع کیا۔ اور پھر استاد اور شاگرد مناسبت طبع کے لحاظ سے فیضان علمی کا سرچشمہ بن گئے، اور یہ تعلق بڑھتے بڑھتے عاشقانہ رنگ اختیار کر گیا۔ حضرت حماد، امام ابراہیم نخعیؒ کے شاگرد تھے اور نخعی کو بواسطہ علقمہ مشہور صحابی رسولؐ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ حضرت ابن مسعودؓ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علم دین سکھانے کے لئے کوفہ بھیجا تھا۔ نخعی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی استفادہ کیا تھا۔ اس طرح امام ابو حنیفہ کا سلسلہ علم ایک ایسے اجتہاد پرور مدرسہ سے وابستہ تھا جو اس زمانہ میں روایت اور درایت نصوص اور تفقہ کا مجمع البحرین تھا۔

امام ابو حنیفہ اور درس و تدریس :تبحر علمی حاصل کرنے کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس زمانہ میں مسجد ہی مدرستہ العلم بھی ہوتی تھی، چنانچہ آپ نے بھی مسجد کو ہی اس غرض کے لئے پسند کیا اور کوفہ کی جامع مسجد کے ایک حصہ میں اپنا مدرسہ قائم کیا۔ جس نے آہستہ آہستہ ترقی کے مراحل طے کئے اور بالآخر اس زمانہ کے لحاظ سے عظیم الشان حلقہٗ ہائے درس میں شامل ہونے لگا۔ امام صاحب موصوف نے احکام شرعیہ کو عملی زندگی میں جاری کرنے اور پیش آمدہ مسائل جدیدہ کو شرعی نص صریح کی عدم موجودگی میں قیاس اور رائے سے سلجھانے کا قصد کیا، اسی لئے آپ کے طریق کا نام مذہب اہل الرائے مشہور ہو گیا۔ امام صاحب کا فقہی منہاج یہ تھا کہ سب سے پہلے قرآن کریم پر غور کرتے اور اس سے راہنمائی حاصل کرتے، اگر قرآن کریم میں تصریح نہ ملتی تو پھر سنت ثابتہ کی پابندی کرتے۔ اگر سنت میں وضاحت نہ ہوتی تو صحابہ کے اجتماعی عمل کی پیروی کرتے اور اگر مسئلہ زیر غور میں ان کا اجتماعی عمل معلوم نہ ہوتا تو پھر صحابہ کے مختلف اقوال میں سے اس قول کو اختیار کرتے جو ان کی سمجھ کے مطابق قرآن کریم یا سنت ثابتہ کے عمومی منشاء کے قریب تر ہوتا۔ اس کے بعد دوسرے ذرائع علم واستنباط مثلاً قیاس، استحسان اور عرف وغیرہ کو اختیار کرتے اور استخراج مسائل کا فریضہ سرانجام دیتے۔ اگر آپ نے کسی روایت کا بظاہر انکار کیا یا وہ نظر انداز ہوئی تو اس کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ وہ روایت بوجوہ ان کے نزدیک ثابت نہیں تھی یا زیادہ ثقہ روایت ان کے علم میں تھی یا ایسی کوئی روایت ان کے علم میں نہیں آئی تھی۔ نیز آپ کے زمانہ میں مختلف اسباب کی وجہ سے وضع احادیث کا بھی زور بڑھ گیا تھا، اس وجہ سے بھی اخذ روایات میں آپ بڑی احتیاط برتنے پر مجبور تھے۔ کیونکہ باقاعدہ احادیث

کی جمع وتدوین آپ کے زمانہ کے بعد ہوئی ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ اور حکومت: حضرت امام ابو حنیفہ نے بنو امیہ اور بنو عباس دونوں حکومتوں کے دور دیکھے۔قریباً باون سال بنو امیہ کے دور حکومت میں گزرے اور اٹھارہ سال بنو عباس کا دور دیکھا۔بنو امیہ کے عروج کا زمانہ اور پھر زوال کے سارے مراحل آپ کی آنکھوں کے سامنے گزرے۔آپ دونوں حکومتوں کے انداز حکومت کو پسند نہیں کرتے تھے۔آپ کا نظریہ یہ تھا کہ قائم شدہ حکومت کے ساتھ اس کے اچھے کاموں میں تعاون کرنا چاہئے۔نصیحت اور خیر خواہی کے اصول کو آپ نے ہمیشہ مدنظر رکھا۔آپ کا کہنا تھا کہ بغاوت فتنہ کا ایک انداز ہے۔اس میں خون ریزی کے جو طوفان اٹھتے ہیں وہ حکام کے انفرادی ظلم وجور سے کہیں زیادہ بھیانک ہوتے ہیں۔اس لئے بغاوت کوئی اصلاح احوال کا طریق نہیں ہے۔

بنو امیہ کی حکومت نے بھی کوشش کی کہ وہ آپ کا قریبی تعاون حاصل کرے اور حکومت کے کاموں میں آپ شریک ہوں لیکن آپ نے کبھی کوئی عہدہ قبول نہ کیا۔پھر بنو عباس کے دور میں بھی یہ کوشش ہوئی اور آپ پر زور دیا گیا کہ آپ قاضی کا عہدہ قبول کریں۔لیکن آپ راضی نہ ہوئے۔حکومت ائمہ دین کا تعاون اس غرض سے حاصل کرنے کی متمنی رہتی تھی کہ عام پبلک ائمہ دین کا نمونہ دیکھ کر اطاعت شعار بن جائے لیکن حکومتوں کی پالیسی ایسی نہ تھیں کہ ائمہ دین حکومت میں شرکت کی طرز کا تعاون دیتے اور حکومت کا حصہ بنتے،کیونکہ یہ بات حکومت کے ظلم وستم میں شرکت کے مترادف ہوتی اور ائمہ دین یہ تاثر دینے سے پرہیز کرتے تھے اور کسی وجہ میں بھی حکومت کا آلہ کار بننے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے۔

ایک دفعہ عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے آپ سے کہا کہ آپ قضاء کا عہدہ کیوں قبول نہیں کرتے،آپ نے جواب دیا کہ میں اس عہدہ کے لئے اپنے آپ کو اہل نہیں پاتا۔منصور نے غصہ کے انداز میں کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں،آپ پوری طرح اس عہدہ کے اہل ہیں۔امام صاحب نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ اس کا فیصلہ خود امیر المومنین نے فرمایا ہے تو جھوٹا آدمی قاضی نہیں بن سکتا اور وہ اس ذمہ داری کا اہل نہیں۔اس کے علاوہ آپ نے اس کے لئے یہ وجوہات بھی پیش کیں کہ میں عربی النسل نہیں ہوں۔اس لئے اہل عرب کو میری حکومت ناگوار گزرے گی۔نیز مجھے درباریوں کی تعظیم کرنی پڑے گی،اور یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔اس کے ساتھ ہی حالات ایسے ہیں کہ شخصی حکومت میں پوری آزادی سے فرائض منصبی کو ادا نہیں کیا جاسکتا۔اس پر بھی منصور نہ مانا اور قسم کھائی کہ آپ کو یہ عہدہ ضرور قبول کرنا پڑے گا۔امام صاحب نے بھی قسم کھائی کہ میں ہرگز قبول نہیں کروں گا۔چنانچہ آپ کو قید کر دیا گیا اور بالآخر قید خانہ میں ہی آپ کو زہر دیکر مروا دیا گیا۔

آپ کے شاگرد: آپ کے شاگردوں میں سے سب سے زیادہ مشہور چار ہیں۔

1: امام ابو یوسف **2:** زفر بن ہذیل بن قیس **3:** محمد بن حسن **4:** حسن بن زیاد۔

بنیادی طور پر انہی چاروں شاگردوں کے ذریعہ حنفی مذہب دنیا میں پھیلا۔امام ابو یوسف بغداد میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور ہوئے۔اور امام محمد نے امام صاحب کے مذہب کی تدوین اور اشاعت میں خاص طور پر وقت گزارا۔

حنفی مذہب کی اشاعت: مذہب حنفی کی اشاعت دیگر تمام مذاہب کی نسبت سب سے زیادہ ہوئی،اس کی وجہ یہ ہے کہ

خلفائے عباسیہ نے محکمہ عدل وقضاء کے لئے یہی مذہب منتخب کیا تھا۔اور اہل عراق اس مذہب کے مقلد تھے ،اس کے علاوہ سلطنت عثمانیہ کا سرکاری مذہب بھی یہی تھا،اسی طرح یہ مذہب سوڈان، لبنان ،ترکی ،شام ،البانیہ، افغانستان اور برصغیر پاک وہند میں پھیل گیا۔ (مأخوذ از: مضامین ملک سیف الرحمٰن، سیرۃ النعمان از شبلی نعمانی، ھدایۃ المقتصد، سیرت امام اعظم ابو حنیفہ)

امام ابو حنیفہ کی عظمت بزبان امام الزمان: حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ایک عظیم فقیہہ بے مثال امام اور بڑی کامل شخصیت کے مالک بزرگ تھے۔تدوین علم فقہ کے آغاز کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔مختلف ادوار کی اسلامی حکومتوں نے آپ کے فقہی مسلک کو اپنایا اور اس کی سرپرستی کی۔آپ کے پیرو بھی دوسرے ائمہ فقہ کے پیروؤں سے نسبتاً زیادہ ہیں۔یہی وجہ ہے کہ امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں ائمہ اربعہ کو (دین حق) کی چاردیواری قرار دیا ہے وہاں خاص طور پر حضرت امام ابو حنیفہ کی تعریف فرمائی ہے۔

ائمہ اربعہ چاردیواری: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک مولوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور الگ ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔جب وہ آپ سے ملا تو باتوں باتوں میں اس نے کئی دفعہ یہ کہا کہ میں حنفی ہوں اور تقلید کو اچھا سمجھتا ہوں وغیرہ ذالک۔آپ نے اس سے فرمایا کہ ہم کوئی حنفیوں کے خلاف تو نہیں ہیں کہ آپ بار بار اپنے حنفی ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔میں تو ان چار اماموں کو (مومنوں) کے لئے بطور ایک چاردیواری کے سمجھتا ہوں جس کی وجہ سے وہ منتشر اور پراگندہ ہونے سے بچ گئے ہیں۔پھر آپ نے فرمایا کہ ہر شخص اس بات کی اہلیت نہیں رکھتا کہ دینی امور میں اجتہاد کرے۔پس اگر یہ ائمہ نہ ہوتے تو ہر اہل و نا اہل آزادانہ طور پر اپنا طریق اختیار کرتا۔اور امتِ (۔) میں ایک اختلاف عظیم کی صورت قائم ہو جاتی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان چار اماموں نے جو اپنے علم و معرفت اور تقویٰ و طہارت کی وجہ سے اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے۔(مومنوں) کو پراگندہ ہو جانے سے محفوظ رکھا۔پس یہ امام (مومنوں) کے لئے بطور ایک چاردیواری کے رہے ہیں اور ہم ان کی قدر کرتے اور ان کی بزرگی اور احسان کے معترف ہیں۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں تو سارے اماموں کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے مگر امام ابو حنیفہ کو خصوصیت کے ساتھ علم و معرفت میں بڑھا ہوا سمجھتے تھے اور ان کی قوت استدلال کی بہت تعریف فرماتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد1 صفحہ 334)

ائمہ اربعہ برکت کا نشان تھے: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: میری رائے میں ائمہ اربعہ ایک برکت کا نشان تھے۔اُن میں رُوحانیت تھی، کیونکہ رُوحانیت تقویٰ سے شروع ہوتی ہے اور وہ لوگ درحقیقت متقی تھے اور خدا سے ڈرتے تھے اور اُن کے دِل کلابُ الدنیا سے مناسبت نہ رکھتے تھے“ (الحکم 24 ستمبر 1901ء صفحہ 2)

حضرت امام ابو حنیفہ کا عالی مقام:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت امام ابو حنیفہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

بعض ائمہ نے احادیث کی طرف توجہ کم کی ہے جیسا کہ امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ جن کو اصحاب الرائے میں سے

خیال کیا گیا ہے اور ان کے مجتہدات کو بواسطہ وقتِ معانی احادیث صحیحہ کے برخلاف سمجھا گیا ہے۔مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب موصوف اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم وفراست میں ائمہ ثلاثہ باقیہ سے افضل واعلیٰ تھے اور اُن کی خداداد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور اُن کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔اسی وجہ سے اجتہاد واستنباط میں اُن کے لئے وہ درجہ علیا مسلّم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔سبحان اللہ اس زیرک اور ربانی امام نے کیسی ایک آیت کے ایک اشارہ کی عزت اعلیٰ وارفع سمجھ کر بہت سی حدیثوں کو جو اس کے مخالف تھیں ردّی کی طرح سمجھ کر چھوڑ دیا اور جہلا کے طعن کا کچھ اندیشہ نہ کیا۔ (ازالہ اوہام ......جلد 3 صفحہ 385)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ 1891ء میں ایک مباحثہ ہوا جس کے دوران آپ نے محسوس کیا کہ مولوی محمد حسین صاحب حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بارہ میں استخفاف سے کام لے رہے ہیں اس پر آپؑ نے فرمایا:

اے حضرت مولوی صاحب آپ ناراض نہ ہوں آپ صاحبوں کو **امام بزرگ ابوحنیفہؒ** سے اگر ایک ذرہ بھی حسن ظن ہوتا تو آپ اس قدر سبکی اور استخفاف کے الفاظ استعمال نہ کرتے آپ کو امام صاحب کی شان معلوم نہیں **وہ ایک بحر اعظم تھا اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں** اسکا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے! امام بزرگ حضرت ابوحنیفہؒ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں ید طولیٰ تھا خدا تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی پر رحمت کرے انہوں نے مکتوب صفحہ 307 میں فرمایا ہے کہ **امام اعظم صاحب کی آنیوالے مسیح کے ساتھ استخراج مسائل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے۔**

(الحق مباحثہ لدھیانہ......جلد 4 صفحہ 101)

دعاؤں کی تازہ تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ 2/ اکتوبر 2015ء میں درج ذیل تین دعاؤں کے پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي

اے میرے رب! دنیا کی ہر چیز تیری خادم ہے۔اے میرے رب! مجھے اپنی حفاظت میں رکھ میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

اے اللہ! ہم تجھے ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے پناہ طلب کرتے ہیں

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا

مکرم نذیر احمد سانول صاحب ۔سرگودھا

قرض کے بارے میں دینی احکامات

اللہ جل شانہ وعزاسمہ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ (البقرۃ:283)

ترجمہ: اور کوئی کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے کیونکہ اللہ نے اسے (لکھنا) سکھایا ہے پس چاہئے کہ وہ (ضرور) لکھے اور تحریر وہ لکھوائے جس کے ذمہ حق ہو اور چاہئے لکھواتے (وقت) اللہ کا جو اس کا رب ہے تقویٰ مدنظر رکھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ اور اگر کوئی مقروض تنگ حال ہو کر آئے تو آسودگی (حاصل ہونے تک) اسے مہلت دینی ہوگی۔ (البقرہ:281)

قرض کے لین دین کے بارے میں حدیث شریف میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے کہا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو لین دین میں قرض اور دوسری ذمہ داریوں کے ادا کرنے میں بہت اچھا ہے۔ (ابن ماجہ ابواب الصدقات باب حسن القضاء)

قرض کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عالی شان نمونہ: ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت نواب محمد علی خاں صاحب سے پانچ سو روپے قرض لیا تھا آپ نے نواب صاحب کو لکھا کہ آں محبّ کا قرض دینا ہے۔مجھے یاد نہیں کہ میعاد میں سے کیا باقی رہ گیا ہے اور قرضہ کا ایک نازک اور خطرناک معاملہ ہوتا ہے۔یاد پڑتا ہے کہ پانچ برس میں ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا اور کتنے برس گزر گئے ہوں گے۔عمر کا کچھ اعتبار نہیں آپ براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ کس قدر میعاد باقی رہ گئی ہے تا حتی الوسع اس کا فکر رکھ کر توفیق باری تعالیٰ میعاد کے اندر اندر ادا ہو سکے اور اگر ایک دفعہ نہ ہو سکے تو کئی دفعہ کر کے میعاد کے اندر بھیج دوں (یعنی قسطوں میں بھیج دوں) امید کہ جلد اس سے مطلع فرماویں تا میں اس فکر میں لگ جاؤں کیونکہ قرضہ بھی دنیا کی بلاؤں میں سے ایک سخت بلا ہے اور راحت اسی میں ہے کہ اس سے سبکدوشی ہو جائے۔

(رفقاء) احمد جلد دوم صفحہ 448)

معاہدات تحریر کرنے کی اہمیت: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:

”اے ایمان والو! ہر ایک معاملہ کو لکھ لیا کرو جس کے لئے کوئی میعادی معاہدہ ہو اور ہر ایک کو نہ چاہئے کہ معاہدوں کو لکھا کرے بلکہ چاہئے کہ معاہدہ کو وہ شخص لکھے جو ایسے معاملوں کا لکھنے والا ہو اور معاہدہ کو اس انصاف کے ساتھ لکھے جس میں ضرورت کے وقت تمسک (اقرار نامہ۔ناقل) میں نقص نہ نکلے“ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ 267)

تعلقات خراب مت کرو: حضرت المصلح الموعودؓ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

اب دوسرا سبب قومی تنزل کا یہ بتاتا ہے کہ لین دین کے معاملات میں احتیاط سے کام نہیں لیا جاتا قرض دیتے وقت تو دوستی اور محبت کے خیال سے نہ واپسی کی کوئی معیاد مقرر کرائی جاتی ہے اور نہ اسے ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے اور جب روپیہ واپس آتا دکھائی نہیں دیتا تو لڑائی جھگڑا شروع کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کے مقدمات تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور تمام دوستی دشمنی میں تبدیل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپس کے تعلقات کو خراب مت کرو اور قرض دیتے یا لیتے وقت ہماری ان دو ہدایات کو ملحوظ رکھو۔ (اوّل) یہ کہ جب تم کسی سے قرض لو تو اس قرض کی ادائیگی کا وقت مقرر کر لو۔ (دوم) روپیہ کا لین دین ضبط تحریر میں لے آؤ۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 643)

مقروض سے تحریر کرانے کی حکمت: حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں:

وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ چوتھا حکم یہ دیا کہ جس کے ذمہ حق ہو وہ املاء کروائے یعنی روپیہ لینے والے کو چاہئے کہ وہ خود تحریر لکھوائے اس میں ایک بہت بڑی حکمت ہے بظاہر تو یہ چاہئے تھا کہ روپیہ دینے والا لکھوائے مگر یہ حکم نہیں دیا بلکہ اس کی ذمہ داری قرض لینے والے پر رکھی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ لینے والے کی ضرورت روپیہ مل جانے کی وجہ سے پوری ہو جاتی ہے۔ وہ اس وقت اپنے اندر ایک خوشی کی لہر محسوس کرتا ہے اور روپیہ کی طرف سے لاپرواہ ہو جاتا ہے اور اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ بعد میں ضرورت پوری ہونے پر کہہ دے کہ مجھے تو اس وقت یہ خیال ہی نہ تھا کہ کیا لکھوا رہے ہیں اس لئے اسے کہا کہ وہ خود ہی لکھوائے۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 644)

قرض سے نجات کی دعا: حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ میں ہم و غم سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور عاجز رہ جانے اور سستی سے بھی تیری پناہ کا طالب ہوں اور بخل اور بزدلی سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں اور قرض اور لوگوں کے نیچے دب جانے سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر 3484)

قرآن کریم کے احکامات پر عمل کریں: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معین مدت کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ اب یہ دیکھیں کتنا خوبصورت حکم ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں بڑا اعتبار ہے، کیا ضرورت ہے لکھنے کی، ہم تو بھائی بھائی کی طرح ہیں۔ لکھنے کا مطلب تو یہ ہے کہ بے اعتباری ہے اسی طرح سے تو ہمارے اندر دوری پیدا ہو گی اور ہمارے اندر رنجشیں بڑھیں گی اور ہمارے آپس کے تعلقات خراب ہوں گے۔ تو یاد رکھیں کہ اگر تعلقات خراب ہوتے ہیں اور اگر تعلقات خراب ہوں گے تو تب ہوں گے جب قرآن کریم کے حکم کی خلاف ورزی کریں گے نہ کہ قرآن کریم پر عمل کرنے سے''

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 565)

مکرم سلطان نصیر احمد صاحب

انفاق فی سبیل اللہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:93)
کہ اے مومنو! تم حقیقی نیکی کو اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی محبوب اشیاء اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

عبادت الٰہی اور انفاق فی سبیل اللہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی عبادت کا حکم دیا ہے یا عبادت کے طریق سکھائے ہیں وہاں ساتھ ہی اَموال خرچ کرنے کا بھی حکم دیا ہے نیز اِس کا مفہوم اور فائدہ بھی سمجھایا فرمایا: اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔ یعنی نماز تمہارے دل، ذہن، جسم اور رُوح کی پاکیزگی اور صفائی کا سبب بنتی ہے جبکہ زکوٰۃ تمہارے اَموال کو پاک کرنے کا سبب بنتی ہے اور ان میں سے شیطان کی ملونی کو نکال باہر کرتی ہے۔

نفق کی حقیقت: عربی میں نَـفَـقَ کا مطلب ہے نقب لگانا۔ چونکہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والا اپنے مال میں ایسا سوراخ کرتا ہے جس کے ذریعہ مال اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے اِس لئے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو انفاق فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے انفاق فی سبیل اللہ سے مراد صرف مال کا خرچ کرنا ہی نہیں لیا بلکہ آپؑ نے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ میں خرچ کرنے سے مراد اپنی ساری طاقتوں کو رضائے باری تعالیٰ کے حصول کیلئے خرچ کرنا لیا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ انفاق سے مراد دوسروں میں علم کی روشنی پھیلانا بھی ہے اور اپنی طاقت کے اچھے استعمال سے خدمت خلق کرنا بھی انفاق ہے۔ یعنی اپنی ذہنی و جسمانی طاقتوں کو بروئے کار لا کر بنی نوع انسان کی خدمت کرنا بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کے جو نمونے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے رقم کئے وہ نہ تو تاریخ کی آنکھ نے پہلے کبھی دیکھے تھے نہ قیامت تک ان کے نمونے ماسوا آپؐ کے حقیقی غلاموں کے کہیں دیکھنے کو مل سکتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس بے انتہا مال و دولت اور غلام آئے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دولت بھی غریبوں میں بانٹ دی اور غلاموں کو بھی آزاد کر دیا اور خود اپنے لئے فقر اور قناعت کی زندگی چن لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا آجائے تو میں اُس وقت تک رات کو نہیں سوؤں گا جب تک کہ اُس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرلوں۔

پھر آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک دفعہ تحریک کرنے پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا سامان لے کر حاضر ہو گئے پوچھنے پر کہ "ابو بکر گھر پر کیا چھوڑ آئے؟" کمال اطمینان سے جواب دیا کہ، اللہ اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کا نام! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ایک مرتبہ جنگ کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فوج کے ایک بڑے حصے کے لئے ساز و سامان کا انتظام کر دیا۔ قحط کے دنوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اُونٹوں کے قافلے وقف کر دیا کرتے تھے۔

پھر دین حق کی نشأۃ ثانیہ کے دور میں کیسے کیسے عمدہ نمونے انفاق فی سبیل اللہ کے دکھائے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے رفقاء نے کس طرح خدا کی خاطر آنے والے مہمانوں کیلئے اپنی بیویوں کے زیور تک فروخت کر دیئے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جان کا زیور فروخت کر کے آنے والے مہمانوں کے کھانے اور رہائش کیلئے بستروں اور چارپائیوں کا بندوبست کیا حتیٰ کہ ایک مرتبہ اپنا بستر بھی مہمانوں کے لئے بھجوا دیا اور خود سخت سردی میں بغیر چادر یا کمبل کے رات بسر کی۔ آپؑ نے اپنی کتاب ''فتح (۔)'' میں (دین حق) کے غلبہ کیلئے بنیادی ضرورتوں میں تیسرے نمبر پر مالی امداد کو رکھا کہ مال کے ذریعہ غلبۂ (دین حق) میں مدد کرو۔

چنانچہ اسی ارشاد کے ماتحت آپؑ کے رفقاء اور خاص طور پر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب (۔) مالی قربانی کی اعلیٰ مثالیں پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور آج بھی جماعت احمدیہ کے افراد دین حق کی اشاعت اور تمام ادیان پر دین حق کے غلبہ کے لئے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں کر رہے ہیں اور خلافت احمدیہ کی رہنمائی میں دورِ اولین کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک

خلیفہ وقت کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں!

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفہ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اُٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور امت واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں اس لئے خواہ وہ فجی کے احمدی ہوں یا سرینام کے احمدی ہوں، ماریشس کے ہوں یا چین جاپان کے ہوں، روس کے ہوں یا امریکہ کے، سب اگر خلیفہ وقت کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہو گی...... ان کے حلیے اپنے ناک نقشے کے لحاظ سے تو الگ الگ ہوں گے لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہو گا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے''

(خطبات طاہر جلد دہم صفحہ 470)

آئینہ عالم

ابن صدیق کے قلم سے

پہلا گھر جو انسانوں کے لیے بنایا گیا

سائنس دانوں کا کچھ عرصہ سے یہ نظریہ ہے کہ انسان براعظم افریقہ سے نکل کر سب سے پہلے جزیرہ نمائے عرب میں آباد ہوا تھا۔ یہ وہ سرزمین ہے جس نے انسانی تاریخ کے اس مرحلے پر بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ اس زمانے میں عرب ایک صحرا نہیں بلکہ سبزہ زار تھا جہاں دریا بہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ سے یہاں آنے والے انسانوں کے لئے یہ بہت عمدہ شکارگاہ تھی۔

یہ نظریہ اب بعض دیگر پرانے نظریات کی جگہ لے رہا ہے۔ مختلف شعبہ ہائے علم سے تعلق رکھنے والے ماہرین کی ایک ٹیم اس نظریہ کے حق میں تائیدی شواہد اکٹھے کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں جو تازہ شواہد ملے ہیں وہ اس حقیقت کی نشان دہی کر رہے ہیں کہ اس خطے نے افریقہ سے ہجرت کر کے آنے والوں کے لئے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ پرنس سلطان بن سلمان بن عبدالعزیز جو کمیشن برائے قومی ورثہ اور سیاحت کے سربراہ ہیں نے کہا ہے کہ ماہرین کی اس جماعت نے ایسے ثبوت اکٹھے کئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خطہ آب و ہوا میں رونما ہونے والی ڈرامائی تبدیلیوں سے گزر چکا ہے۔ ٹیم نے یہ دریافت کیا ہے کہ گزشتہ دس لاکھ سالوں میں یہاں مرطوب آب و ہوا کے کئی دور گزر چکے ہیں جو انسانی زندگی کے لئے بہت مناسب تھے۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ سے آنے والوں کی آبادکاری کا یہ محض ایک وقتی اور عارضی دور نہیں تھا جیسا کہ پہلے یہ خیال کیا جاتا رہا ہے۔ شواہد یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ بڑے طویل عرصہ تک لوگ یہاں آباد رہے ہیں۔ اور یہاں انسانوں کی آمد کا جو زمانہ پہلے بیان کیا جاتا تھا اس سے پچاس ہزار سال پہلے لوگ یہاں آکر آباد ہوئے ہیں۔

ٹیم کے سربراہ **Michael Petraglia** ہیں۔ جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے سکول آف آرکیالوجی میں ارتقاء انسانی اور زمانہ ماقبل تاریخ کے استاد ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مختلف ماہرین کی مشترکہ کوششوں کے مثبت نتائج سامنے آرہے ہیں۔ مثلاً سٹلائیٹ کے ذریعے سے جو نقشہ جات اب تیار کیے گئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ خشک آبی گزرگاہیں دراصل دریا تھے۔ اسی طرح دس ہزار جھیلوں کے نقشے بھی تیار کئے گئے ہیں۔ اور مزید یہ کہ یہاں بعض جگہوں سے ہاتھیوں، دریائی گھوڑوں اور مگرمچھوں کی باقیات بھی ٹیم نے دریافت کی ہیں۔

ان تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے۔ بہت سے دیگر انکشافات آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ زیادہ اہمیت کی حامل قابل ذکر بات یہ ہے کہ تحقیق کا یہ رخ قرآن کریم کی بیان کردہ ایک حقیقت کو سائنسی علم کے ذریعے ثابت کرنے میں ممد و معاون دکھائی دے رہا ہے۔ اور وہ حقیقت یہ کہ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران آیت **97** فرماتا ہے کہ انسانوں کے لئے جو پہلا گھر بنایا گیا وہ مکہ میں تھا۔ یہاں یہ امر بھی قابل توجہ ہے مکہ کے لئے قرآن کریم نے بکہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو مکہ کا پرانا نام ہے۔

قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان

مجالس انصاراللہ کی مساعی

ریفریشر کورسز، میٹنگز، اجلاسات واجتماعات

7/اگست نظامت اعلیٰ ضلع حافظ آباد کے زیراہتمام ایک روزہ ڈائمنڈ جوبلی تربیتی سیمینار زیرصدارت مکرم امیر صاحب ضلع منعقد ہوا۔ مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین نے شمولیت کی۔ حاضری 176 رہی۔

9/اگست نظامت ضلع خوشاب کے زیراہتمام ڈیرہ ورکاں میں ڈائمنڈ جوبلی پروگرام منایا گیا جس میں 26 مجالس کے زعماء، ضلعی عاملہ اور نمائندگان سمیت 66 انصار نے شرکت کی۔ مکرم مظفر احمد درانی صاحب قائد تعلیم نے بھی شمولیت کی۔

9/اگست مجلس واہ کینٹ کا ڈائمنڈ جوبلی سیمینار منعقد ہوا۔ مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب قائمقام صدر مجلس اور مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین نے شرکت کی۔ مجلس کے پچھتر سال اور خلافت سے وابستگی کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ حاضری 163 رہی۔

8/اگست مجلس الطاف پارک لاہور کے زیراہتمام سائقین کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ مکرم امیر صاحب ضلع نے ہدایات ونصائح فرمائیں۔ حاضری 7 رہی۔

16/اگست نظامت علاقہ لاہور کے زیراہتمام تعلیم القرآن کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن نے شرکت کی۔ حاضری 62 عہدیداران تعلیم القرآن علاقہ، ضلع وزعماء مجالس رہی۔

16/اگست مجلس ماڈل ٹاون لاہور میں وقف عارضی سیمینار منعقد ہوا جس میں مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن نے شمولیت کی۔ حاضری عہدیداران ودیگر انصار 86 رہی۔

16/اگست ماڈل کالونی کراچی کا سالانہ تربیتی اجتماع زیرصدارت مکرم چوہدری منیر احمد صاحب ناظم اعلیٰ ضلع کراچی منعقد ہوا۔ حاضری 60 رہی۔

16/اگست مجلس گلشن جامی کراچی کا سالانہ تربیتی اجتماع زیرصدارت مکرم ناظم صاحب اعلیٰ ضلع منعقد ہوا۔ حاضری 116 رہی۔

7تا11/اگست مرکزی نمائندگان کا دورہ سندھ و کراچی: مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد اصلاح وارشاد، مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب قائد تربیت اور مکرم ڈاکٹر عبدالوحید صاحب نائب قائد تربیت نے سندھ اور کراچی کا دورہ کیا جس میں ضلعی و علاقائی عاملہ وعہدیداران تربیت سے میٹنگز، اجلاس عام، تربیتی سیمینارز اور دیگر امور سے متعلق پروگرام منعقد ہوئے۔ ان پروگرامز میں حاضری بہاولپور۔ 75، 23، رحیم یارخان۔ 11، نوابشاہ۔ 45، بیت الرحیم کراچی۔ 104، 80، بیت الشرف کراچی۔ 31، 45، بیت الذکر میرپورخاص 121 اور خیرپور، سکھر۔ 14 رہی۔

16راگست ضلع پشاور کے عہدیداران (عاملہ علاقہ،ضلع وزعماء) کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب قائمقام صدر مجلس، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین نے شرکت کی۔حاضری 28 رہی۔

16راگست ضلع پشاور کا ڈائمنڈ جوبلی تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب قائمقام صدر مجلس، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین نے شرکت کی۔حاضری 140 رہی۔

16راگست ضلع مردان کا تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب قائمقام صدر مجلس، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین نے شرکت کی۔حاضری 12 عہدیداران رہی۔

20راگست مجلس چک 168/171 شمالی منگلا کا تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب قائمقام صدر مجلس نے شمولیت کی۔حاضری 85 رہی۔

29، 30اگست نظامت اعلیٰ علاقہ کوئٹہ کے زیر اہتمام ڈائمنڈ جوبلی تقریب منعقد ہوئی جس میں ڈاکومنٹری فلم دکھائی گئی۔مرکز سے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب قائمقام صدر مجلس نے شمولیت کی۔آپ نے تمام عہدیداران کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔حاضری 52 انصار، 38 خدام اور 16 اطفال رہی۔

30راگست شیخوپورہ کا اجتماع منعقد ہوا۔مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی نے شمولیت کی۔حاضری 103 رہی۔اس کے علاوہ 30 غیر از احباب کے ساتھ ایک تعارفی میٹنگ بھی ہوئی۔

28راگست مجلس دارالفضل فیصل آباد کے زیر اہتمام اجلاس عام ہوا جس میں نظام وصیت اور قیام پاکستان میں احمدیت کا کیا کردار رہا کے موضوعات پر تقاریر کی گئیں۔حاضری 23 انصار، 25 خدام اور 15 اطفال رہی۔

30راگست مجلس 194 رب لاٹھیانوالہ فیصل آباد کا اجتماع منعقد ہوا۔تین حلقوں سے 5،5 انصار اور مجلس عاملہ کے تمام ممبران اجتماع میں شریک ہوئے۔

5رستمبر ضلع راولپنڈی کے عہدیداران (عاملہ، زعماء اور دیگر عہدیداران) کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب قائمقام صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے شرکت کی اور ہدایات دیں۔حاضری 95 رہی۔

6رستمبر ضلع اٹک کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نے شرکت کی۔حاضری 26 رہی۔

6رستمبر نظامت اعلیٰ ضلع چنیوٹ کا ریفریشر کورس بمقام سمندر منعقد ہوا۔مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی اور مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن نے شرکت کی۔حاضری 23 رہی۔

8رستمبر ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے عہدیداران (عاملہ، زعماء اور دیگر عہدیداران) کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب قائمقام صدر مجلس انصاراللہ اور مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن مجلس انصاراللہ پاکستان نے شرکت کی اور ہدایات دیں۔کل حاضری 42 رہی۔

9رستمبر مجلس لاٹھیانوالہ کے تربیتی اجلاس میں مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نے شرکت کی اور حاضری 144 رہی۔

9ستمبر مجلس گھسیٹ پورہ فیصل آباد کے تربیتی جلسہ اجلسہ یوم والدین میں مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن نے شمولیت کی۔حاضری 160 رہی۔

10تا11 ستمبر لودھراں شہر مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب قائمقام صدر مجلس اور مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن نے لودھراں شہر کے تربیتی اجلاس (حاضری 35)، میٹنگ علاقائی وضلعی عاملہ بہاولپور (حاضری 22)، ریفریشر کورس ضلع لودھراں (حاضری سوفیصد)، ریفریشر کورس ضلع خانیوال (حاضری 30)اور ریفریشر کورس عاملہ مجالس جھنگ شہر (حاضری 15)میں شمولیت کی اور ہدایات ونصائح سے نوازا۔

13ستمبر نظامت اعلیٰ علاقہ گوجرانوالہ وضلع سیالکوٹ کی سالانہ سپورٹس ریلی بمقام شاہین رائس ملز نارووال منعقد ہوئی۔41 مجالس اور 4اضلاع سے 90انصار جبکہ ضلع سیالکوٹ کی 21 مجالس کے 62انصار ریلی میں شریک ہوئے۔اسی روز ناظمین اعلیٰ علاقہ واضلاع کے ممبران عاملہ وممبران کمیٹی اصلاح وارشاد علاقہ کی میٹنگ ہوئی جس میں حاضری 30 رہی۔

15ستمبر مجلس مقامی ربوہ کے زیر اہتمام طاہر بلاک اور نصر بلاک کے عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ، مکرم بشارت احمد محمود صاحب نائب زعیم اعلیٰ اور منتظمین نے اپنے اپنے شعبہ کی ہدایات دیں۔دونوں مقامات پر حاضری 63اور 74رہی۔

18ستمبر نظامت اعلیٰ ضلع میرپور آزاد کشمیر کا چودھواں ضلعی سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب قائمقام صدر مجلس، مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی اور مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن نے شمولیت کی۔یہ اجتماع نئی جگہ پر بنائی گئی بیت الذکر میں منعقد ہوا۔مکرم صدر صاحب نے مبارکباد دی اور عمومی ہدایات کے ساتھ ساتھ آپ نے کہا کہ بیت الذکر کو نمازیوں سے بھر دیں۔

میڈیکل کیمپس وخدمت خلق (ایثار)

ماہ اگست مجلس مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلّہ جات دارالعلوم جنوبی احد، دارالفضل شرقی اور دارالعلوم شرقی نور نے ربوہ کے گردونواح میں چار میڈیکل کیمپس لگائے جن 280 مریضوں کوادویات دی گئیں۔

ماہ اگست مجلس مقامی ربوہ کے زیر انتظام 33 محلّہ جات نے 33میڈیکل کیمپس لگائے جن میں 35ڈاکٹرز صاحبان نے 2989 مریضوں کوادویات دیں، 568غربا ءو مستحقین میں 226425 روپے کی مالی مدد کی اور 8انصار نے عطیہ خون دیا۔

ماہ اگست نظامت اعلیٰ ضلع خوشاب کے زیر اہتمام چک نمبر 2TDA اور سوڈی کے مقامات پر میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا جس میں 380 مریضوں کوادویات دی گئیں۔

ماہ اگست مجلس ماڈل کالونی کراچی نے دورانِ ماہ چار میڈیکل کیمپس لگائے جن میں مجموعی طور پر 1630 مریضوں کوادویات دی گئیں۔اجلاس عام کے موقع پر 13انصار نے طبی معائنہ کروایا۔

ماہ اگست نظامت ضلع حافظ آباد کے زیر اہتمام بمقام سندھواں اور بیاباں والا میں میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا جن

میں مجموعی طور پر 195 مریضوں کو ادویات دی گئیں، 15 غرباء کو 3 من گندم اور ایک من دودھ دیا گیا۔
ماہ اگست نظامت ضلع عمر کوٹ کے زیر اہتمام 288 مریضوں کا علاج کروایا گیا، 8 جوڑے کپڑے مستحقین میں تقسیم کئے گئے، 60000 روپے غریب و نادار افراد میں تقسیم کئے گئے اور 1 ناصر نے عطیہ خون دیا۔
ماہ اگست نظامت اعلیٰ ضلع اوکاڑہ کے زیر اہتمام 46 پیکٹ راشن غرباء میں تقسیم کیا گیا، 30 عدد نئے سوٹ مستحقین میں تقسیم کئے اور مبلغ 80000 روپے کی مالی مدد کی گئی۔
9 اگست مجلس گوجرانوالہ غربی کے زیر اہتمام میڈیکل کیمپ کا انعقاد ہوا۔ جس میں 50 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
11 تا 17 اگست قیادت ایثار مجلس انصار اللہ پاکستان کے زیر انتظام بدصوات، تشنہ لوڈ، ایبت، کوپس، کوٹھولی پھنڈر اور بوبر میں میڈیکل کیمپ لگا کر 4680 مریضوں کو ادویات دیں نیز 90 متاثرین میں راشن تقسیم کیا اور 500 افراد میں کپڑے تقسیم کئے۔
ماہ اگست نظامت اعلیٰ ضلع لاہور کے زیر اہتمام میڈیکل کیمپ کے ذریعہ 28 مریضوں کو ادویات دی گئیں، 12 انصار نے عطیہ خون دیا اور 13 میٹرلیس مینٹل ہسپتال کو دیئے گئے۔
30 اگست نظامت اعلیٰ ضلع لاہور کے زیر اہتمام نومبائعین کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ حاضری 13 رہی۔
ماہ اگست مجلس واپڈا ٹاؤن لاہور نے 4 میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا جن میں مجموعی طور پر 161 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
10 اگست مجلس بیت التوحید لاہور کے زیر اہتمام کچی آبادی سانده میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 113 مریضوں کو ادویات دی گئیں، غرباء و مستحقین کی 8300 روپے کی مالی مدد کی گئی اور ایک بچی کی کالج فیس 4000 روپے ادا کی۔
14 اگست مجلس گلشن پارک لاہور کے زیر اہتمام میڈیکل کیمپ میں 27 مریضوں کو ادویات دی گئیں، 16 غریبوں کو 21950 روپے کی مالی مدد دی گئی، 1120 روپے سیدنا بلال فنڈ میں جمع کروائے اور 6 احباب کے وفد نے 3 ہسپتالوں میں جا کر مریضوں کی عیادت کی اور ان میں پھل اور جوس تقسیم کئے۔
16 اور 30 اگست مجلس فیصل ٹاؤن لاہور نے میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا۔ جن میں 42 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
23 تا 25 اگست مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ نے اپنی 5 رکنی ٹیم کے ہمراہ گلگت کے علاقہ میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا جس میں 720 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
3 ستمبر قیادت ایثار مجلس انصار اللہ پاکستان کے زیر اہتمام داتہ ذیدکا میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں 200 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

وقار عمل

ماہ اگست مجلس مقامی ربوہ کے زیر انتظام 28 محلہ جات میں 37 وقار عمل کئے گئے جن میں 848 انصار نے حصہ لیا۔
4 ستمبر مجلس مقامی ربوہ کے زیر اہتمام یمن بلاک اور دار الفضل شرقی، غربی، غربی طاہر کا مثالی وقار عمل ہوئے۔ جن میں شریک انصار کی مجموعی حاضری 107 رہی۔

24 ستمبر مجلس مقامی ربوہ کے زیر اہتمام 15 حلقہ جات میں وقار عمل کیا گیا۔ جس میں 160 انصار شامل ہوئے۔
2 اگست مجلس دارالحمد فیصل آباد کے زیر اہتمام وقار عمل کا پروگرام ہوا جس میں بیت الذکر اور پلاٹوں کی صفائی کی گئی۔
27 انصار، 3 خدام اور 10 اطفال نے حصہ لیا۔
16 اگست مجلس واہ کینٹ راولپنڈی کے زیر اہتمام وقار عمل اور ریفریشمنٹ کا پروگرام منعقد ہوا۔ بعد میں مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت تربیتی پروگرام بھی ہوا۔ 37 انصار اور 15 خدام نے شمولیت کی۔
30 اگست مجلس ماڈل کالونی کراچی نے ملیر توسیعی کالونی میں وقار عمل کیا جس میں 33 انصار شامل ہوئے۔
13 ستمبر مجلس ڈرگ کالونی کراچی نے بیت الذکر میں وقار عمل کیا جس میں 15 انصار نے حصہ لیا۔

ذہانت صحت جسمانی

18 جولائی مجلس بچند ضلع چکوال کے مکرم ناظم صاحب اطفال نے احمدی اطفال اور غیر از جماعت اطفال کے مابین دوستانہ کرکٹ میچ کا انعقاد کیا۔ اطفال کے علاوہ خدام کی ایک بڑی تعداد میچ دیکھنے کے لئے موجود تھی۔
2 اگست مجلس دارالحمد فیصل آباد نے اپنی پکنک نہر رکھ برانچ پر منائی گئی۔ 27 انصار، 3 خدام اور 10 اطفال نے شمولیت کی۔
28 اگست مجلس دارالفضل فیصل آباد کے زیر اہتمام کمپنی باغ میں انصار اللہ کی اجتماعی واک ہوئی۔ 7 انصار نے شمولیت کی۔
16 اگست مجلس النور کراچی کے زیر اہتمام ایک کلومیٹر روڈ پر وقار عمل کیا گیا جس میں روڈ کی صفائی کر کے 35 ٹرالی کچرا اٹھایا گیا۔ گڑھوں کو بجری ڈال کر پر کیا گیا اور پانی کا چھڑکاؤ بھی کیا گیا۔ 19 انصار نے وقار عمل میں حصہ لیا۔
16 اگست مجلس واہ کینٹ کے زیر اہتمام بیت المحمود میں دانتوں کی مختلف بیماریوں کے موضوع پر طبی لیکچر ہوا۔ جس میں مکرم ڈاکٹر ایم اے ناصر ملک صاحب امیر جماعت واہ کینٹ اور مکرم ڈاکٹر مبشر کلیم صاحب ڈینٹل سرجن نے لیکچر دیا۔ کل حاضری 47 رہی۔
16 اگست نظامت اعلیٰ ضلع سرگودھا کی ضلعی عاملہ کی سالانہ پکنک بمقام کھیوڑہ منعقد ہوئی۔ 22 عہدیداران شامل ہوئے۔
16 اگست مجلس واپڈا ٹاؤن لاہور نے بمقام ڈی گراؤنڈ ویلنشیا ٹاؤن میں پکنک منائی جس میں ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے لیکچر صحت اور سائیکل سفر بھی ہوا۔ حاضری 45 انصار اور 4 خدام رہی۔
30 اگست نظامت اعلیٰ ضلع لاہور کی سالانہ کھیلیں ہوئیں جن میں 70 انصار نے حصہ لیا۔
30 اگست مجلس گلشن پارک لاہور نے فیکٹری ایریا گراؤنڈ میں پکنک اور ورزشی مقابلوں کو انعقاد کیا گیا۔ جس میں 6 انصار شریک ہوئے۔

صف دوم

30 اگست مجلس ماڈل کالونی کراچی کا اجتماعی سائیکل سفر 5 کلومیٹر بیت الثناء سے ملیر توسیعی کالونی تک ہوا۔ 6 سائیکل سواروں نے حصہ لیا۔

تربیتی اجلاس مجلس انصار اللہ ضلع کوئٹہ

ریفریشر کورس تعلیم القرآن وسیمینار وقف عارضی مجلس انصار اللہ علاقہ لاہور

اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ ضلع اوکاڑہ

Editor: Mahmood Ahmad Ashraf

Regd #: FR - 8

Monthly
ANSARULLAH

ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org

Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631

November 2015 / Muharam, Saffar 1436 / Nabuwat 1394

اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ ضلع بہاولنگر نائب صدر اوّل مجلس انصاراللہ و قائد تعلیم کے ہمراہ

اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ ضلع گوجرانوالہ